استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

جلد نمبر 4 | اگست، ستمبر 2013ء | شمارہ 39

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

مولوی جی کی باتیں

بچوں کی تربیت

تعلیم دینی اور دنیاوی

مفت کی روٹی

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت لاہور

جلد 4 | اگست، ستمبر 2013ء | شمارہ 8،9

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

مولانا بشیر احمد قاسمی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن گوجرانوالہ 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

-/240 روپے

علاوہ ڈاک خرچ سالانہ زر تعاون

خط و کتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امر سدھو لاہور

فہرست

تعلیم.....دینی اور دنیاوی 7

اداریہ

بچوں کی تربیت 11

مولانا محمد عمیر

علم و عمل کا چولی دامن 14

ام حمزہ

تین پسندیدہ چیزیں 16

راحیلہ جاوید

مولوی جی کی باتیں 18

شائستہ وہاب

سست عورت 20

نور جبین

جنگی چال 26

سمیع اللہ

www.ahnafmedia.com

مومنہ تبسم {ارچنا} سے ایک ملاقات 33

کلیم صدیقی

کیا آپ بھی اعتراف کرتے ہیں؟ 41

کامران ملک

"اسلام میں عورتوں کے حقوق" غیروں کی نظر میں 45

مولانا تنویر خالد قاسمی

مفت کی روٹی 55

اہلیہ مفتی شبیر احمد

حقوق اللہ اور حقوق العباد 57

ترتیب: مفتی شبیر احمد حنفی

آخری قیمت 73

فاطمۃ الزہراء

ظہیر الدین محمد بابر 77

امان اللہ کاظم

نماز اہل السنت والجماعت.....وتر کا بیان 83

مولانا محمد الیاس گھمن

www.ahnafmedia.com

درسِ قرآن

ارشاد باری تعالی ہے: قل یا اھل الکتاب ھل تنقمون منا الا ان امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثرکم فاسقون۔

سورۃ المائدۃ آیت نمبر 59

ترجمہ: کہہ دیجیے میرے پیارے حبیب اے اہل کتاب تم کو ہم سے یہی ضد ہے نہ کہ ہم اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر جو نازل ہوا ہم سے پہلے ان پر ایمان لائے ہیں اور یہی کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

تفسیر: کسی کام پر طعن کرنا یا ہنسی اڑانا دو وجہ سے ہو سکتا ہے یا تو وہ کام ہی قابل استہزا ہو یا کام کرنے والے کی حالت تمسخر کے لائق ہو۔ پچھلی آیت میں بتلا دیا گیا کہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں جس پر بجز پرلے درجے کے احمق اور خفیف العقل کے کوئی شخص طعن یا استہزاء کر سکے۔ اس آیت میں اذان دینے والوں کے مقدس حالات پر بعنوان سوال متنبہ کیا گیا ہے یعنی استہزا کرنے والے جو خیر سے اہل کتاب اور عالم شرائع ہونے کا بھی دعویٰ رکھتے ہیں وہ ذرا انصاف سے بتائیں کہ مسلمانوں سے ان کو اتنی ضد کیوں ہے؟ کیا ایسی برائی وہ ہماری طرف دیکھتے ہیں جو ان کے زعم میں لائق استہزا ہو بجز اس کے کہ ہم اس خدائے وحدہ لا شریک لہ پر اور اس کی اتاری ہوئی تمام کتابوں، اس کے بھیجے ہوئے تمام پیغمبروں پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں اور اس کے بالمقابل استہزا کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ نہ خدا کی سچی اور صحیح توحید پر قائم ہیں اور نہ تمام انبیاء و رسل کی تصدیق کرتے ہیں اب تم ہی انصاف سے کہو کہ انتہا درجہ کے نافرمان کو خدا کے فرمانبرداروں پر آواز کسنے اور طعن و تشنیع کرنے کا کہاں تک حق حاصل ہے؟

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

حضرت ابو بردہ بن ابی موسی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین شخص دہرے اجر و ثواب کے مستحق ہیں:

1. وہ اہل کتاب جو مجھ سے پہلے نبی اور اس کی کتاب پر ایمان لایا اور پھر میرے نبی ہونے کی تصدیق کی۔
2. وہ غلام جو اللہ تعالی اور اپنے مالک و سردار دونوں کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہے۔
3. وہ شخص جس نے اپنی باندی کی بہترین دینی اور اخلاقی تربیت کی اور اسے عمدہ اخلاق و آداب سے آراستہ کیا۔"

(صحیح بخاری)

اچھے اخلاق و آداب کی خاصیت و تاثیر:

- ❖ اچھے اخلاق و آداب انسان کی بری عادات و نقائص چھپا دیتے ہیں۔
- ❖ شریعت مطہرہ کے بتائے ہوئے اخلاق و آداب کا اہتمام و التزام انسان کو براہ راست خدا سے ملا دیتا ہے۔
- ❖ اچھے اخلاق و آداب میں یہ کشش و جاذبیت ہے کہ لوگ با ادب انسان کے قریب ہوتے ہیں، اور برے اخلاق میں یہ اثر ہے کہ ایسے شخص سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔
- ❖ اچھے اخلاق والے انسان میں ایک ایسا وجدانی ذوق، روحانی قوت اور قلبی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کی دینی و دنیاوی امور میں رہبری و رہنمائی کرتی ہے، چنانچہ ایسا شخص بے راہ روی سے بچتا ہے اور راہِ راست پہ چلنے لگتا ہے

www.ahnafmedia.com

چلو مدینے چلو مدینے

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کہے ہے شوق نبی ﷺ یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے
میں سے ہوں گا تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے ہم اب عمر اپنی ہوئی ہے آخر
مریں گے اب تو نبی ﷺ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
تو در بدر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے ورد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدی ﷺ ہے دلوں کو امت کے کھینچتا ہے
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر و ظلم و فساد و عصیاں ہر اک جگہ سے ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امدادؔ اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

www.ahnafmedia.com

تعلیم.....دینی اور دنیاوی

اداریہ

اسلام اپنی جامعیت کے باعث ادیانِ عالم میں نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے، یہ محض چند ارکان کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ ایک منظم اور آئینی دستور العمل کا نام ہے، جس میں طبقہ ہائے انسانی کے ہر فرد کے متعلق جدا جدا احکام موجود ہیں۔ رب لم یزل نے ابدی اور غیر متبدل ضابطۂ حیات میں حضرت انسان کو اس طرف غور و فکر کی مختلف پیراؤں میں دعوت فکر دی ہے۔ سب سے پہلی بنیادی دعوت جو خلّاق دو جہاں نے دی وہ حصولِ علم کی دعوت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اقراء باسم ربك الذی خلق

حصولِ علم کو بھی یوں مطلق العنان نہیں چھوڑا بلکہ اپنی خالقیت و ربوبیت سے منسلک کیا تاکہ عقلِ انسانی محض مادیّت پرستی کو سب کچھ نہ سمجھ لے اس کے لاشعور میں میری خالقیت و ربوبیت پیوست ہو کر رہ جائے وہ مادیّت کی چکا چوند اور محیر العقول ایجادات میں اپنے خالق کی بے مثال کاری گری کو بھی نہ بھولے۔ خلق الانسان من علق

آپ تھوڑی دیر کے لیے عقل کے دریچوں کو شعور کی ضو بخش کر دیکھیں کہ جس شخصیت کے لیے آسمانوں کو بلندیاں دی گئی، زمین کی بساط بچھائی گئی، سمندروں کو طغیانی، صحراؤں کو وسعتیں عطا کی گئیں، انس و جن کی تخلیق ہوئی اور دیگر مخلوقات کو وجود دیا گیا، فرش تا عرش جس کی نبوت و رسالت کے زمزے گائے گئے یعنی وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام تک انبیاء و

www.ahnafmedia.com

رسل کو جن کے طفیل نبوت ورسالت کے اعزازات سے نوازا گیا، جس کو قوم، قبیلہ، برادری، خاندان اور علاقے کی حدود وقیود سے ماوراء ہو کر ساری کائنات کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا گیا۔ اس کی اساسی اور بنیادی ترتیب کس انداز میں کی جا رہی ہے اقراء وربك الاکرم۔

وحی کے آفاقی علم کے مشعل کو اپنے دست رحمت میں مضبوطی سے تھامیے اور زمانے بھر کے پر ظلمت اور تاریک افکار و خیالات اور اقدار کو ختم کر ڈالیے۔ رسالت کی 23 سالہ محنت کا ثمرہ حجۃ الوداع کے موقع پر ظاہر ہوا جب آپ کی نطقِ نبوت کے یہ موتی جھڑ رہے تھے کہ الاکل شئی من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع۔

مسلم، رقم الحدیث 1218

اللہ کریم نے مسلم قوم کو ایسا مضبوط منشورِ زندگی عطا کیا ہے جو بعد از زندگی بھی کار آمد اور ذریعہ نجات ہے۔

لیکن مسلماں کہاں کھو گیا ہے؟

اس نے انسانوں کے بنائے ہوئے ناقص نظام کو اپنانے کی کوشش تو کی لیکن خالقِ دو جہاں کے کامل نظام کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ جب تک مسلمان؛ قرآنی علوم سے شناسائی و آگاہی حاصل نہیں کرے گا اس وقت تک زمانے کی زمامِ قیادت و سیادت اس کے ہاتھ نہیں آسکتی، جب تک پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حرزِ جان نہیں بنائے گا اس وقت تک ذلت و رسوائی اس کا مقدر رہے گی۔ اس لیے ہمیں اپنے اصل مقصد ....وحی کی تعلیم ... کی طرف آنا ہوگا۔ الحمد للہ! وطن عزیز میں نئے اسلامی تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہے مدارس اور مکاتب کی طرف متلاشیانِ حق کھنچے چلے آتے ہیں، لوگوں کے

www.ahnafmedia.com

حوصلہ شکن نشتر سہتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ گنوار ، دقیانوس ، جاہل ، قدامت پسند، شدت پسند ، محدود سوچ کے حامل ، جاہل ملا، دہشت گرد جیسے القابات سنتے ہوئے بھی چلے آتے ہیں، زمانے کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے ، دور جدید اور اس کی ضروریات سے غافل ۔ جیسی فضول خرافات اور آوازے ان پر کسے جارہے ہیں یہ پھر بھی انہی رستوں پر مسلسل چلے آتے ہیں جہاں ان کے لیے قادرِ مطلق کی رضا، معرفت اور خوشنودی موجود ہے۔

متلاشیانِ حق کا یہ گروہ اپنے اہداف کا تعین کر کے آیا ہے ، یہ کشتیاں جلا کے آیا ہے ، یہ دنیا سے منہ موڑ کے آیا ہے ، یہ غلامی اور کاسۂ لیسی والی زندگی کو خیر باد کہہ کر آیا ہے ۔ یہ مرد و زن کی مخلوط اور بے حجابانہ طرز تعلیم سے گریزاں ہے ۔ یہ عزت ، وقار ، انس ، مودت ، محبت ، مواخات ، ہمدردی ، ایثار ، وفاداری ، جاں نثاری کا خوگر ہے جو یقیناً اس کو دینی مکتب اور جامعات کی چار دیواری میں میسر ہے۔

یہ معاملہ صرف مَردوں کا ہی نہیں بلکہ میری عفت مآب بہنیں اور بیٹیاں بھی یہ عزم مصمم کر چکی ہیں کہ وہ بھی اپنے پیارے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے خود کو بہرہ ور کریں گی ۔ انہوں نے بھی اپنے بھائیوں کی طرح دینی مدارس کا رخ کیا ہے۔ یہ بھی زمانے کی تلخیاں سہہ سہہ کر بے خود ہو چکی ہیں، اس زمانے نے تو اس کو اپنی بوالہوسی کا شکار بنایا، عزت و عفت کی اوج ثریا سے قعر ذلت میں پٹخ مارا ، حجاب و نقاب اور پردہ جیسے اصلی زیور چھین کر زمانے نے اس سے بہت برا سلوک کیا۔ وراثتوں سے محروم کیا، وَنی جیسی ظلم کی چکیوں نے ان کی ہڈیاں بھی پیس ڈالیں ، چند ٹکوں کے عوض عصمت دری کے واقعات نے عورت کی ناموس کو شرمسار کیا۔ لاشک ! جب کوئی خاتون تعلیم کے

www.ahnafmedia.com

زیور سے آراستہ ہوتی ہے تو اس کے اثرات اپنی ذات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ پورے خاندان پر مرتب ہوتے ہیں باقی رہا دنیاوی اور انگریزی تعلیم کے بارے میں ہمارا نظریہ؛ سو وہ کوئی نیا نہیں بلکہ ہم شروع سے یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ ہم دنیاوی و عصری اور انگریزی تعلیم کے ہرگز مخالف نہیں بلکہ اس کے اثرات بد سے ہمیں تحفظات ہیں۔ سرخیل دیوبند، تحریکات آزادی ہند کے بانی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے 29 اکتوبر 1920ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ نیشنل یونی ورسٹی علی گڑھ کے اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"آپ میں سے جو حضرات محقق اور باخبر ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ میرے اکابر سلف نے کسی وقت بھی کسی اجنبی زبان کے سیکھنے یا دوسری قوموں کے علوم وفنون حاصل کرنے پر کفر کا فتوی نہیں دیا ہاں یہ بے شک ہے کہا گیا کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگے جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقتیہ کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لیے جاہل رہنا ہی اچھا ہے اب ازراہ ہوش آپ ہی انصاف کیجیے کہ یہ تعلیم سے روکنا تھا یا اس کے اثر بد سے۔"

اس لیے ہم انگریزی تعلیم کے مخالف نہیں بلکہ اس سے پیدا ہونے والے نظریاتی افکار اور اقدار جو سراسر غیر اسلامی اور غیر انسانی ہیں ان سے دور رہنا چاہتے ہیں ہماری اپنی پہچان ہے ہماری مسلم قوم کا طغرہ امتیاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے گوروں کی نقالی نہیں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

www.ahnafmedia.com

بچوں کی تربیت

مولانا محمد عمیر، لاہور

اخبارات کی چیختی سرخیاں اس حقیقت کو آشکار کرتی ہیں کہ ہمارے شہری اور دیہاتی علاقوں میں جرائم روز کا معمول بن گئے ہیں۔ زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اکثر یہ جرائم 8 سال سے 18 سال کی عمر تک کے نوجوان کرتے ہیں یہ بے راہ رو نوجوان دنگا فساد اور قتل و غارت پر اتر آتے ہیں اور تو اور کھاتے پیتے گھرانوں کے نوجوان بھی ڈکیتیوں اور گینگ ریپ جیسی قبیح وارداتوں میں ملوث ہو رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہت سے والدین اپنے بچوں کی صحیح تربیت سے غفلت برت رہے ہیں۔ بچوں کو صحیح راہ کی طرف لے جانا اتنا آسان نہیں جبکہ ان کے ارد گرد تمام اسباب انہیں برائی کی طرف مائل کرتے ہوں۔ اکثر ایسے بچے اپنی ان ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں جو شاید بے ہنر اور بے روزگار ہیں اور ان کے والد انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ معاشرے میں گلیاں بڑی رحم استاد ہوتی ہیں۔ وہ بچوں کو ہوشیار، مشکوک اور باغی بناتی ہیں۔ گلیوں کے تربیت و تعلیم یافتہ نوجوان جھگڑے، چوری کرنے، جیب کاٹنے اور قتل کرنے میں مہارت اختیار کرتے ہیں۔ ان گلیوں کے پروفیسر کونوں میں کھڑے ہو کر نوجوانوں کو کامیاب زندگی کا جھانسہ دیتے ہیں۔ یہ وہ واقعات ہیں جن میں شہری اور دیہاتی بچے پرورش کی منازل طے کرتے ہیں۔ ان منفی کیفیات کے باوجود یہ امکان موجود ہے کہ بچوں کو صحیح تربیت دے کر اچھا انسان بنایا جائے۔ ہزاروں والدین ان چیلنجوں کا مقابلہ بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں اور ان کے بچے اسی ماحول میں پرورش پانے کے باوجود ذمے دار با

www.ahnafmedia.com

عزت اور کامیاب نوجوان ثابت ہوتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے اچھے ہوں۔ تو پہلے آپ خود اچھے بنیں۔ آپ کو خود بھی ایسے ہی بننا چاہئے جیسے اپنے بچوں کو بنانا چاہتے ہیں۔ بچے بہت بڑے نقّال ہوتے ہیں۔ وہ ہماری ہر طرح کی عادت اپناتے ہیں اور امی ابو بن کر کھیلتے ہیں۔ جیسے جیسے وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں، ان کا یہ کردار حقیقت میں ڈھلتا چلا جاتا ہے اگر آپ دھوکا دینے اور جھوٹ بولتے ہیں تو اپنے بچے کو جھوٹ بولنے اور چوری میں ملوث ہونے سے نہیں روک سکتے۔ اگر آپ غیر مہذب زبان استعمال کرتے ہیں تو پھر اپنے بچے کے دوسروں سے گندی زبان میں گفتگو کرنے میں آپ کو دکھ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ خود باکردار نہیں تو پھر آپ کی بیٹی یا بیٹا جنسی بے راہ روی کا شکار ہو تو آپ ان سے کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے غلط راہ پر نہ چلیں تو آپ کو ان کے سامنے بہتر کردار پیش کرنا چاہیے۔ صرف باتیں کرنے کی بجائے اچھا عملی نمونہ دکھانا چاہیے۔ آپ کے بچے کی زندگی سے زیادہ اور کوئی چیز اہمیت کی حامل نہیں۔ آپ دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح میں وقت گزارتے ہیں مگر اپنے بچوں کے لیے آپ کے پاس کوئی وقت نہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ من مانے راستے پر چلیں گے۔ بچے ہمارا مستقبل ہیں اور ہمیں ان کے بہتر مستقبل کے لیے اپنی ذمے داریوں کو احسن طریقے سے نبھانا چاہیے۔ شاید آپ کو اس بات کا اندازہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کرنے میں آپ پر بڑی بھاری ذمہ داری ڈالی ہے۔ جان لیجئے کہ اللہ نے بچوں کو ان کی پرورش کے لیے بطور امانت آپ کے پاس بھیجا ہے۔ قدرت نے بچوں کو لاتعداد صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ کے بچوں کی زندگی کی ترتیب آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا ذمے دار ٹھہرایا ہے، لہذا مصمم ارادہ کرکے بچوں کی زندگی بہتر بنانے کی

www.ahnafmedia.com

جنگ میں کامیابی حاصل کریں۔ آپ کے گھر میں مثبت سرگرمیوں کے اثرات موجود ہیں تو آپ کے بچے بھی ان سے متاثر ہوں گے لہذا اپنے گھر میں ہمیشہ مثبت سرگرمیوں کو فروغ دیجئے۔ اپنے بچوں کے لیے دن کا کچھ حصہ وقف کریں اور انہیں پوری اہمیت دیجئے۔ اس باہمی ملاقات کے دوران انہیں بے تکلفی اختیار کرنے کا موقع دیجئے۔ شاید آپ کو ایسا کرنے میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ دادا، دادی اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کو بھی بچوں کی پرورش میں اپنا مددگار بنایئے۔ ماں کو بچوں کی تربیت کے لیے باپ کے تعاون کی خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے، نیز اجتماعی خاندان میں بچوں کی تربیت کامیابی سے کی جاسکتی ہے۔ آپ بچوں کو باور کرا سکتے ہیں کہ اچھے اور برے دوست کی پہچان کیا ہے؟ کبھی آپ نے غور کیا کہ بچے کیوں دنگا فساد کرتے ہیں۔ اصل میں اس کی وجہ بڑوں کی عزت میں کمی ہے۔ بڑوں کی عزت بچوں پر لازم ہونی چاہیے انہیں بڑوں کی عزت واحترام کا احساس دلایئے۔ بچوں کو دوسری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دیجئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے رشتہ قائم کرنے کے لیے عبادات کی طرف راغب کیجئے اور انہیں بتایئے کہ مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں۔ اس طرح انہیں جلد ہی احساس ہو جائے گا کہ اللہ ان کا دوست ہے جو سب سے زیادہ ان کے قریب ہے لاتعداد برائیوں سے فقط اللہ کی طرف رجوع کرنے ہی سے بچا جاسکتا ہے۔ بچوں کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھایئے کہ نافرمانی کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ اگر بچے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں گے تو انہیں زندگی میں کامیابی اور کامرانی نصیب ہوگی۔ جو انہیں اپنے ہم جولیوں میں نمایاں مقام عطا کرے گی بچوں کی زندگی بامقصد بنانے اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کیجئے کہ وہ اچھے شہری بنیں۔

www.ahnafmedia.com

علم و عمل کا چولی دامن

ام حمزہ، سرگودھا

مشرقی ریاست آسام کی راجدھانی میں واقع گوہاٹی یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی کے پروفیسر ڈاکٹر تاراچرن رستوگی نے ایک دن بس پر سفر کے دوران چائے کے لیے بس کے رکنے پر اس سے اتر کر ایک چھوٹے سے ہوٹل سے سموسے خریدے، چونکہ پروفیسر صاحب نہایت تعلیم یافتہ تھے اس لیے سموسے کھانے کے بعد سموسے جس لفافے میں لپٹے ہوئے تھے اس کو باہر پھینکنے سے پہلے اس پر موجود تحریر کو غور سے دیکھا۔

تو وہ کسی ادارہ کی طرف سے اس کے ممبران کو لازمی طور پر فل کرنے (پُر کرنے) کے لیے دیا جانے والا فارم تھا، جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اس دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کا احترام کروں گا، ان کے ساتھ بھائی چارگی اور اخوت و ہمدردی کا معاملہ کروں گا، وغیرہ وغیرہ۔

دراصل یہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی 1974ء میں شروع کی جانے والی تحریک پیام انسانیت کی ممبر شپ کا وہ فارم تھا جو بطور حلف نامہ حلقہ پیام انسانیت کے نئے رکن کو بھرتی کرکے اس کے دفتر میں جمع کرنا ہوتا تھا۔

حلف نامہ کا یہ فارم اتفاق سے ردی میں فروخت ہو کر آج اس ہوٹل کے ذریعہ سموسے کے لفافہ کی شکل میں پروفیسر صاحب کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ سے پہنچا دیا تھا۔

اس فارم کے مندرجات سے متاثر ہو کر گھر جاکر اس کے نیچے درج

www.ahnafmedia.com

صدر دفتر کے پتہ پر پروفیسر صاحب نے خط لکھا کہ میں اس تحریک و تنظیم کے متعلق تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں، برائے کرم اس کی تفصیلات روانہ کیجیے، حضرت مولانا نے خط کے موصول ہوتے ہی تحریک پیام انسانیت کی تفصیلات کے ساتھ ان کو اس موضوع پر اپنی ہندی تقاریر کا ایک مجموعہ بھی روانہ کر دیا جس کو پڑھ کر پروفیسر صاحب پر غیر معمولی تاثر قائم ہوا اور مولانا کو اطلاع دیے بغیر وہ ایک دن ندوۃ العلماء لکھنو آگئے، تاکہ اپنی آنکھوں سے ان تقریروں اور اس کے مقرر کی زندگی کی مطابقت کا مشاہدہ کر سکیں۔

کئی دن وہ ندوہ میں اجنبی مہمان بن کر رہے اور حضرت مولانا نے بھی ان کے ساتھ مہمانوں کا سا حسن سلوک کیا، جس کے بعد انہوں نے واپس آسام جا کر جو خط حضرت مولانا کو لکھا، وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے :

"مولانا! اب میرے پاس اسلام قبول کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ گیا ہے، میں آپ کی تحریر سے زیادہ آپ کی عملی زندگی سے متاثر ہوا ہوں اور آپ کی تقریروں سے اسلام کے ان پہلوؤں سے واقف ہوا ہوں جو اب تک میری نگاہوں سے اوجھل تھے"۔

اس کے بعد الحمد للہ وہ نہ صرف مسلمان ہوئے، بلکہ ان کے ساتھ ان کی بیوی، لڑکے اور بہو کو بھی اللہ رب العزت نے ہدایت سے نواز کر حلقۂ بگوش اسلام فرما دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا رشید احمد حقانی کے چچازاد بھائی اور شیخ الحدیث مولانا نور محمد کوئٹہ والے کے چھوٹے فرزند محمد اسماعیل شہید ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

ایصال ثواب کی درخواست کے لیے 03324576084 پر SMS کریں

www.ahnafmedia.com

تین پسندیدہ چیزیں

راحیلہ جاوید، فیصل آباد

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اکٹھے تشریف فرما تھے سب نے اپنی پسند کی تین تین چیزیں بیان کیں اس کے بعد حضرت جبرائیل امین نے اپنی پسندیدہ تین چیزوں کا ذکر فرمایا اور یہ بھی عرض کیا کہ اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔

سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں:

- خوشبو
- نیک عورت
- نماز (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنا مال خرچ کرنا۔
- میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونا۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

- نیکی کا حکم کرنا۔
- برائی سے منع کرنا۔

www.ahnafmedia.com

- پرانا کپڑا پہننا۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

- بھوکوں کو کھانا کھلانا۔
- ننگوں کو کپڑا پہنانا۔
- قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں:

- مہمان کی خدمت کرنا۔
- گرمی کا روزہ رکھنا۔
- دشمن کے لیے تلوار اٹھانا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اگر میں دنیا میں ہوتا تو مجھے بھی تین چیزیں پسند ہوتیں:

- بھولے ہوؤں کو راستہ دکھلانا۔
- غریب عبادت گذار سے محبت رکھنا۔
- مفلس عیال دار کی مدد کرنا۔

اور عرض کیا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ مجھے بھی اپنے بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں:

- میرے لیے جان یا مال کا لگانا۔
- گناہ پر ندامت میں رونا۔
- فاقہ پر صبر کرنا۔

www.ahnafmedia.com

مولوی جی کی باتیں

شائستہ وہاب، کراچی

مولانا صاحب غیر مسلموں کے دیس میں مسلمانوں کے اجتماع سے مخاطب تھے۔ اِس مجمع میں بہت سے غیر مسلم بھی موجود تھے۔ مولانا صاحب اسلام میں عورت کی عزت و تعظیم کے موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے۔

"عورت کو اللہ کریم نے عزتوں سے نوازا ہے اگر یہ ماں ہو تو جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے بیٹی ہے تو تمہارے لیے اللہ کی طرف سے رحمت ہے بہن ہے تو اس کے تقدس کا خیال کرنا مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری ہے اور اگر بیوی ہے تو تمہارے لیے باعث سکون و راحت اور تمہاری عزت و ناموس ہے۔"

مولانا صاحب بیان کر رہے تھے اور اسلام نے عورت کی حرمت، تقدس، پاکدامنی کا خیال کیا ہے۔ اچانک مجمع سے اِک شخص اُٹھا اور مولانا صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ

" آپ لوگ عورت کی قدر نہیں کرتے، اپنی عورتوں کو زبردستی پردہ کرواتے ہیں، عورت کی آزادی چھین لیتے ہیں، اس کو قید کر کے رکھ دیتے ہیں، تم لوگ اس کو ٹاٹ کا لباس پہناتے ہو تم اس کو معاشرے کی ترقی کی شاہراوں پر نہیں چلنے دیتے اس کو باہر نہیں نکلنے دیتے اور نہ ہی خود کمانے دیتے ہیں۔

مولانا صاحب اس کی ساری باتیں خاموشی سے سُنتے رہے اور اُس کے چُپ ہونے پر بولے کہ آپ اپنی لیڈی ڈیانا سے یا اپنی ملکہ سے کیوں کام نہیں کرواتے؟ وہ شخص مولانا کے سوال پر بہت حیران ہوا اور فوراً بولا کہ وہ تو ہماری پرنسس ہیں، ہماری کوئین ہیں ہم اُن سے بھلا کیسے کام کروا سکتے ہیں؟ وہ کیوں

www.ahnafmedia.com

کوئی کام کریں؟

مولانا صاحب نے بہت خوب جواب دیا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ آپ کی صرف ایک شہزادی ہے جبکہ مسلمانوں کے ہر گھر میں ملکائیں اور شہزادیاں بیٹھی ہیں۔

کاش آج میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت کے قلوب میں اِس بات کا احساس پیدا ہو جائے اور میرے تمام مسلمان بہن بھائیوں کی سمجھ میں عورت کا وہ مقام آجائے جو اسلام نے اُس کو دیا ہے۔ اگر آج مسلمانوں کے ایمان پختا ہوتے اور وہ اپنے فرائض سے غافل نہ ہوئے ہوتے تو کِس کی جُرأت تھی کہ وہ مسلمانوں کی اِن شہزادیوں کی جانب میلی آنکھ سے دیکھتا؟

یورپ میں تو غیر مسلم قوتیں مسلمان عورت کے آنچل کو برداشت نہیں کر سکیں مگر ڈوب مرنے کا مقام تو یہ ہے کہ آج اِس برائے نام اِسلامی ریاست میں ایسی عورتوں کی تعداد میں دِن بدِن اضافہ ہوا جارہا ہے جو خود اپنے اِس آنچل سے تنگ ہیں۔ اِسلام کے اِن احکامات پر عمل کرنا اب اِن کے لئے کسی غلامی سے کم نہیں۔ غرض اِس سے زیادہ اور افسوس کی کیا بات ہوگی کہ آج تو خود مسلمان عورت ہی اپنا مقام بھلا بیٹھی۔

نجانے کل کے دِن یہ عورت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے کس منہ کے ساتھ کھڑی ہوگی اور اُن کو کیا جواب دے گی کہ آپ کی اِس وراثت کو ہم نے کیا خوب سنبھالا؟؟؟ آج ہماری قوم کی اِن شہزادیوں کی لبوں پر وہی اعتراضات ہیں جو اُس انگریز کے مسلمانوں سے تھے!!

www.ahnafmedia.com

سُست عورت

نور جبین، لاڑکانہ

صبح کی اذان گونجی تو وہ مشین کی طرح اٹھ بیٹھی۔ جلدی سے لکڑیاں رکھیں اور پھونکنی سے چولھا جلانے لگی۔ آنکھوں سے بہتے پانی کو نظر انداز کرتے ہوئے، پانی لینے دوڑی اور وضو کیلئے پانی رکھا۔ پانی رکھتے رکھتے شوہر کی غصیلی آواز نے اسے چونکا دیا۔

آگ بھی جلانی نہیں آتی کیا؟ سارا گھر دھوئیں سے بھر دیا۔

ڈرتے ڈرتے کچھ دیر بعد شوہر کو اٹھایا، اتھیں جی پانی گرم ہو گیا وضو کر لیں، شوہر نے وضو کیا پھر اسنے بھی وضو کر کے نماز پڑھی اور جلدی جلدی ناشتہ بنانے لگی، کام کرتے کرتے دھواں انکھوں میں لگا اور آنکھیں پھر بہہ نکلیں۔ روٹی پکڑاتے ہوئے شوہر کی نظر پڑی تو بھڑک اٹھا۔

کون مر گیا جو آنسو بہا رہی ہے؟

وہ گھبرا کر بولی نہیں دھواں لگ گیا تھا اسلئے پانی آگیا۔

تو کیا تیری ماں نے چولہا جلانا بھی نہیں سکھایا تھا کیا جو اب تک آنسو بہاتی ہے۔

ماں کا نام سن کر تڑپ اٹھی لیکن ہونٹ سی لئے، یہ سوچ کر کہ اگر ایک لفظ بھی کہا تو ماں کے نام اور معلوم نہیں کیا کیا سننا پڑے گا،

شوہر نے ناشتہ کیا اور کھیتوں کی طرف نکل گیا، جاتے جاتے آواز لگائی، کھانا وقت پر لے آنا سست عورت!! سارا دن محنت کر کے بھوکا بیٹھا رہتا ہوں۔

شوہر کے جاتے ہی بچوں کو اٹھایا۔ منہ ہاتھ دھلایا اور ناشتہ کرایا اور

www.ahnafmedia.com

سکول کی تیاری کی۔

بڑی بیٹی بولی اماں میں نے سکول نہیں جانا۔

کیوں بیٹا! سکول کیوں نہیں جانا؟

اماں استانی ڈنڈے سے مارتی ہے، جھاڑو بھی لگواتی ہے اور اپنے گھر کا کام بھی کرواتی ہے۔

کوئی بات نہیں بیٹا! استاد کی خدمت سے تو پھل ملتا ہے۔

نہیں نا اماں! اگر میں نے جھاڑو پونچھا ہی کرنا ہے تو تیرے ساتھ کیوں نا کروں، استانی کی مار کیوں کھاؤں؟

نا بیٹا! تو نے پڑھنا ہے، استانی بننا ہے۔ تو تو میری رانی ہے شان سے رہے گی میری طرح تھوڑی جئے گی۔ چل شاباش میرا بچہ، بھائیوں کو بھی دھیان سے لے کر جانا۔

بچوں کے جاتے ہی جلدی جلدی صفائی کی۔ چھوٹے دونوں بچوں کو صاف کیا ناشتہ کرایا، مویشیوں کو چارہ ڈالا، دودھ دوھ کر رکھا۔ پھر پانی کے برتن اٹھائے، چھوٹے کو جھولی باندھ کر لٹکایا اور دوسرے بچے کا ہاتھ پکڑ کنویں کی طرف چلی۔

کنویں پر رش لگا تھا۔ ہر عورت کو جلدی تھی، ایک عورت کہنے لگی، بھئی مرد بیچارے سارا دن محنت کرتے ہیں، روٹی تو جلدی ملنی چاہئے نا، جلدی جلدی کرو۔ وہ بیچاری ایک طرف اپنی باری کا انتظار کرنے لگی، اچانک ایک بزرگ عورت کی نظر اس پر پڑی، وہ بولی ہائے ہائے تو نے ایسی حالت میں بچے کو کیوں لٹکا رکھا ہے کچھ ہو گیا تو؟

نہیں چاچی! یہ کوئی پہلا بچہ تو نہیں ہے نا، پہلے بھی تو میرے چھ بچے

www.ahnafmedia.com

ہیں۔ لیکن چار مرے بھی تو تھے یہ بھول گئی؟

ایک عورت بولی ارے چاچی کیا ہو گیا تجھے؟ اس گاؤں میں کوئی ایک عورت بتادے جس کا کوئی بچہ مرا نہ ہو۔ کچھ جیتے ہیں تو کچھ مرتے ہیں۔ یہ تو ہمارے ساتھ لگا ہی ہے۔ اب مجھے دیکھو، بارہ بچے ہوئے تھے میرے، پر اب صرف آٹھ ہیں۔ وہ سب کی سننے کے بعد سر ہلاتے ہوئے بولی، اور کیا چاچی، یہ تو ہماری زندگی ہے۔ اور پھر انکو نہ لاؤں تو کس کے پاس چھوڑوں، لانا تو پڑتا ہی ہے۔ چاچی بڑبڑانے لگی، مرنا ہے پر سال کے سال نیا جی ضرور لانا ہے۔ ارے ہمارے زمانے میں تو کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔ تم لوگ تو عقل کرو۔ ارے چاچی! ان کا ابا تو کہتا ہے دس بیٹے چاہئیں جو کھیتوں میں میرا بازو بنیں اور میں چوہدری بن جاؤں، ابھی تو پانچ ہی ہیں۔

پانی کے دو گھڑے اوپر تلے سر پر ٹکائے، دو بچوں کے ساتھ وہ گھر پہنچی اور جلدی جلدی کھانا بنانے میں جت گئی، سبزی بنائی اور جلدی جلدی بھوننے لگی، اتنے میں چھوٹے کی رونے کی آواز آئی، اس نے اسے اندر چارپائی میں چادر کا جھولہ بنا کر باندھ رکھا تھا، سوچا بھوک سے رویا ہو گا۔ اچانک اور زور سے رویا تو وہ بھاگی۔ دیکھا تو منا اسے اٹھانے کی کوشش میں جھولے سے گرا چکا تھا اور اب دونوں ہی چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ چھوٹے کا ماتھا چوٹ سے ابھر گیا تھا۔ چھوٹے کو اٹھایا اور منے کی بھی انگلی پکڑ باہر لے آئی۔ اب دو سال کے بچے کو کیا کہتی۔

باہر ہانڈی کو دیکھا شکر کیا کہ لگتے لگتے بچ گئی، سوچا اگر جل جاتی تو پھر شوہر کی مار کھانی پڑتی۔ جلدی سے کھانا بنایا۔ روٹی ڈالی اور کھانا باندھ کر کھیت پہنچ گئی۔ شوہر درخت کے نیچے بھنا بیٹھا تھا۔ دیکھتے ہی اٹھا اور ایک ہاتھ جڑ دیا۔ سست عورت! اتنی دیر سے کھانا لائی ہے؟ کرتی کیا ہے سارا دن؟

www.ahnafmedia.com

وہ میں، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کہے۔ غور کیا تو بوکھلا سی گئی، سوچتی ہی رہ گئی کہ واقعی وہ کرتی کیا ہے سارا دن۔ شوہر نے کھانا کھایا اور ایک ٹکڑا روٹی کا بچا دیا۔ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا، روٹی تک نہیں بنانی آتی، سواد ہی نہیں اس عورت کے ہاتھ میں۔ اس نے سوچا چلو یہ بچا ہوا ٹکڑا میں کھالوں۔ صبح سے کچھ نہیں کھایا، آنے والا بھی تو بھوکا ہو گا۔ ابھی نوالہ منہ تک ہی پہنچا تھا کہ شوہر کی نظر چھوٹے کے ابھرے ہوئے ماتھے پر پڑی۔

یہ کیا ہوا ہے اسے؟ وہ منے نے جھولے سے گرا دیا تھا، چوٹ لگ گئی۔ بس سننے کی دیر تھی کہ شوہر نے پے در پے کئی ہاتھ جڑ دئے، سست عورت! ہوش نہیں ہوتا بچوں کا، ہاں سوئی پڑی ہو گی نا اور کیا کرنا ہے تو نے، تو انوکھی بچہ پیدا کر رہی ہے نا، ابھی بھی دیکھو اپنا پیٹ بھرنے کی فکر ہے بچے کو چوٹ لگا کر۔

جا یہاں سے۔ اس نے کھانا اسی طرح سمیٹا اور گھر روانہ ہو گئی۔ گھر پہنچی تو بچے آ گئے۔ انہیں کھانا کھلایا، گھر سمیٹا، شام کی ہانڈی بنائی، دوبارہ پانی لائی؛ اکٹھا زیادہ پانی لایا جو نہیں جاتا تھا اس سے۔ مغرب ہو گئی تو شوہر گھر آ گیا۔ وہ چھوٹے کو صاف کر رہی تھی۔ اچانک پتہ چلا شوہر گھر آ گیا تو بھاگی ہاتھ دھونے۔ شوہر تھکا ہارا آیا تھا، پانی جو دینا تھا۔ جلدی سے پانی لائی۔ شوہر نے گلاس زمین پر دے مارا۔

سست عورت!! تجھے اتنا نہیں پتہ کہ شوہر تھکا ہارا گھر آئے تو فوراً پانی پلاتے ہیں۔ اتنی دیر سے آئی ہے۔ کام کی نہ کاج کی، ہاں ہاں مفت کی روٹی جو مل رہی ہے بیٹھے بٹھائے، اس کو کیا پتہ محنت کیا ہوتی ہے۔ کیسے خون پسینہ بہتا ہے۔

وہ سوچ میں پڑ گئی، میں کیا کروں کہ مجھ سے ایسی خطائیں نہ ہوں، پانی لائی اور پھر نماز پڑھنے لگی، نماز میں اللہ سے دعا مانگنے لگی، "اے اللہ میری مدد کر

www.ahnafmedia.com

دے، میری سستی کی عادت چھڑا دے، مجھے ویسا تیز بنا دے جیسا میرا مجازی خدا چاہتا ہے۔ میرے شوہر کو مجھ سے راضی کر دے۔ وہ دن بھر محنت کرتا ہے، اس کی ہمت بڑھا دے اور اس کا دل مجھ سے خوش کر دے اتنے میں شوہر کی آواز آئی: "ارے کھانا بھی دے گی یا میرے مرنے کی دعائیں ہی مانگتی رہے گی" اس نے جلدی سے مصلیٰ سمیٹا اور سب کیلئے کھانا لے آئی۔ آخر اسے بھی تو بھوک لگنی ہی تھی میرا آپ سب سے ایک سوال ہے۔ کیا وہ واقعی سست عورت تھی؟

کہتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں ایک اعرابی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی کچھ لوگ اس کے پاس پوچھنے اور سبب معلوم کرنے آئے کہ اُس نے طلاق کیوں دی؟ وہ کہنے لگا: کہ وہ ابھی عدت میں ہے ابھی تک وہ میری بیوی ہے مجھے اُس سے رجوع کا حق حاصل ہے میں اگر اس کے عیب تمہارے سامنے بیان کر دوں تو رجوع کیسے کروں گا؟

لوگوں نے انتظار کیا اور عدت ختم ہوگئی اور اس شخص نے رجوع نہیں کیا لوگ دوبارہ اُس کے پاس آئے تو اس نے کہا: اگر میں نے اب اس کے بارے میں کچھ بتایا تو یہ اُس کی شخصیت مسخ کرنے کے مترادف ہو گا اور کوئی بھی اس سے شادی نہیں کرے گا !!!لوگوں نے انتظار کیا حتیٰ کہ اس عورت کی دوسری جگہ شادی ہوگئی لوگ پھر اُس کے پاس آئے اور طلاق کا سبب پوچھنے لگے۔

اس اعرابی نے کہا: اب چونکہ وہ کسی اور کی عزت ہے اور مروت کا تقاضا یہ ہے کہ میں پرائی اور اجنبی عورت کے بارے میں اپنی زبان بند رکھوں۔"

کیا آج کے دور میں ہیں ایسے لوگ ؟؟؟

www.ahnafmedia.com

اگر انسان ٹھیک ہو جائے تو.....

مولانا عابد جمشید

ایک آدمی اپنے سامنے اخبارات رکھے اپنے پسندیدہ کالم پڑھ رہا تھا اس کا چھوٹا بیٹا آتا ہے اُس کے ہاتھ میں دنیا کا نقشہ ہے، وہ دنیا میں بسنے والے ممالک کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے باپ چاہتا ہے کہ اُس کا بیٹا چند لمحوں کے لیے اُسے اکیلا چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے کالم پڑھ لے لیکن بچہ ٹلنے والا نہیں تھا۔

والد کو غصہ آتا ہے... اُس نے نقشہ پکڑا اور پھاڑ دیا، بچے نے رونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا، باپ کے لیے پڑھنا مشکل ہو گیا باپ کو بچے کو چپ کرانے کی تدبیر سوجھی اور کہنے لگا: تم یہ نقشہ صحیح کر کے لے آؤ جیسے پہلے تھا میں تمہیں سب ممالک کے بارے میں بتادوں گا۔

باپ نے سوچا پھٹے ہوئے نقشے کو دوبارہ ٹھیک کرنا ناممکن کام ہے اور اس طرح اسے اخبار پڑھنے کا موقعہ مل جائے گا کچھ ہی منٹ بعد لڑکا نقشہ ہاتھ میں لیے دوبارہ آن ٹپکا چلیں ابو مجھے ان ممالک کے بارے میں بتائیں یہ کہاں ہیں

باپ حیران ہو کر:

بیٹا تم نے اتنی جلدی نقشہ ٹھیک کیسے کر لیا؟

لڑکا مسکراتے ہوئے:

ابو نقشے کے دوسری طرف ایک انسان کی تصویر تھی میں نے انسان کو ٹھیک کیا تو ساری دُنیا ٹھیک ہو گئی۔

اس لیے ہمیں سب سے پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

www.ahnafmedia.com

جنگی چال

سمیع اللہ، شیخوپورہ

میں سو سے زیادہ جنگوں میں شریک ہوا، میرے جسم میں ایک بالشت برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں تیر، تلوار تفنگ یا نیزے کا زخم نہ ہو، اس کے باوجود میں اپنے بستر پر مر رہا ہوں، بزدلوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں اور میرے لیے لا الہ الا اللہ سے زیادہ کوئی عمل بھی امید افزا نہیں، میں اسی کو ڈھال بنائے ہوئے ہوں۔

یہ وہ تاریخی الفاظ ہیں جو مرنے سے پہلے ایک ایسے بہادر سپاہی کی زبان سے ادا ہوئے جس کی ساری زندگی اسلام کی خاطر جہاد کرتے ہوئے بسر ہوئی جنہوں نے جنگ موتہ میں مسلمانوں کی فتح میں اہم کردار ادا کیا جس میں ان کے ہاتھوں سے نو تلواریں ٹوٹیں، جنہوں نے مسلمہ کذاب کا خاتمہ کیا جنہوں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عزیٰ نامی بت کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور یہی وہ صاحب ہیں جنہیں سریہ موتہ کے موقع پر سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا لقب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا، یہ مبارک ذکر ابو سلیمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت بہادری اور جرات سے نوازا تھا۔

اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم جمع ہو کر مدینہ پہنچے، یہ ہجرت کا آٹھواں سال اور صفر کی یکم تاریخ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری آمد کی اطلاع ہو چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش تھے، میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور

www.ahnafmedia.com

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا، راستے میں میرا بھائی ملا اور کہنے لگا جلدی کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے آنے کی اطلاع ہو چکی ہے اور وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں، میں تیزی سے چلا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ کر سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت محبت سے جواب دیا، پھر میں نے کلمہ پڑھا، پھر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے تمہیں ہدایت دی۔ مجھے تمہاری عقل کے متعلق یہی خیال تھا کہ وہ خیر کی طرف تمہاری رہنمائی کرے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ میں جنگوں میں حق سے منہ موڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرتا رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے معاف فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام پہلے کی تمام غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اصرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے والدین کا شمار قریش کے سرداروں میں ہوتا تھا، والد کا تعلق قبیلہ بنو مخزوم سے تھا، اسی قبیلہ کے پاس زمانہ جاہلیت میں جنگی سامان اور جنگی گھوڑوں کی حفاظت و دیکھ بھال کی ذمہ داری تھی، اسی وجہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت اور اسلام لانے کے بعد دونوں ادوار میں اہم جنگوں میں شریک رہے اور جنگی لشکروں کی کامیاب قیادت بھی کرتے رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک سیرت کی کتابوں میں جو بتایا گیا ہے اس کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لمبے قد، بھاری جسم، چوڑے

www.ahnafmedia.com

اور کشادہ سینہ کے مالک تھے اور لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، گویا ایک طرف تو بچپن ہی سے جنگی طور طریقوں سے واقفیت تھی تو دوسری طرف ایک مضبوط جسم کے مالک بھی، مگر ایک اور چیز جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں نمایاں کرتی ہے وہ ان کی بہادری اور شجاعت ہے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جہاد نے مجھے کثرت قرات قرآن سے باز رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک زہر لایا گیا، پوچھا یہ کیا ہے۔؟ لوگوں نے بتایا زہر ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر اسے پی گئے جسے کسی نے اپنے اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے کہ: بن ولید سم قاتل کو اس طرح پی گئے جس طرح پیاسا انسان ٹھنڈے خوشگوار پانی کو منہ سے لگا کر پیتا ہے۔

جس طرح جنگی معرکوں میں بہادری سے لڑنا اچھا سمجھا جاتا ہے اسی طرح دشمن کو شک و شبہات میں ڈالنا بھی ایک کامیاب جنگی چال سمجھی جاتی ہے، جیسا کہ سریہ موتہ میں پیش آیا، اس جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنایا اور فرمایا اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہوں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ موتہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا آپس میں ٹکراؤ ہوا اور زبردست مقابلہ ہوا، مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور ان کے مقابلے میں کفار کی تعداد دو لاکھ تھی لیکن مسلمان کبھی

www.ahnafmedia.com

زیادہ تعداد میں ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان کی طاقت پر فتح مند ہوئے۔

مقابلہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، انہوں نے جھنڈا لیا تو وہ بھی شہید ہوگئے، جب عبداللہ بن رواحی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوگئے تو مسلمان پریشان ہوگئے اور پیچھے ہٹنے لگے، ایسے میں حضرت ثابت بن اقرم نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تھمادیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور حملہ آور ہوئے اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا، مشرکین کی ایک بڑی تعداد کو حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے ختم کر ڈالا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن نو تلواریں ٹوٹیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگی مہارت کو کام میں لاکر لشکر اسلام کو علیحدہ کرکے آنے والی شکست سے بچالیا، ہوا کچھ یوں کہ رات ہوچکی تھی، اس فرصت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر کی ترتیب بدل دی۔ جب صبح ہوئی دشمن نے مسلمانوں کی ترتیب بدلی ہوئی دیکھی اور شور اور ہتھیاروں کی جھنکار سنی تو سمجھے کہ مدد آگئی، مشرکین خوفزدہ ہوکر بھاگنے لگے، مشرکین کے بھاگنے کے دوران بھی مسلمان ان سے لڑتے رہے، اس طرح مشرکین بڑی تعداد میں مارے گئے اور باقی نے میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی جان بچائی، جنگ ختم ہوئی، جنگ کے اس دانشمندانہ طریقے پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بہادری کا اظہار بھی فرمایا اور حوصلہ افزائی بھی کی۔ اسی طرح فتح مکہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ شریک رہے اور میمنہ (دائیں بازو کی فوج) کے قائد تھے، اس موقع پر انہوں نے بعض مشرکین سے لڑائی بھی کی جو اسلامی لشکر کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہتے

www.ahnafmedia.com

تھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمیشہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے "غزوہ حنین" میں شرکت کی، پھر ہجرت کے نویں سال پانچ رجب کو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے گئے اس کے بعد غزوہ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی اور جہاد جاری رہا، اس دور میں ایک شخص مسلمہ بن کذاب نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم پر یمامہ کی جانب بڑھے جہاں مسلمہ کذاب رہتا تھا۔ دونوں گروہوں میں مقابلہ ہوا، پہلے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر مسلمانوں نے پھر بھرپور حملہ کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے اس باغ میں داخل ہوئے جس میں مسلمہ کذاب اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور سب کو جہنم رسید کیا۔ اسی طرح بے شمار فتوحات اور جہادی تحریکوں میں مصروف رہے، آپ کے ہاتھوں تیس سے زائد شہر فتح ہوئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی، جب پیاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر اپنے سر کے بال اتروائے اور لوگ بال لینے کے لیے جھپٹ پڑے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے بال لیے اور انہیں اپنی ٹوپی میں سی لیا، جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی یہ ٹوپی گم ہوگئی مگر تلاش کرنے پر مل گئی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس جنگ میں میرے پاس یہ ٹوپی ہوتی ہے اللہ اس میں مجھے فتح عطا فرماتے ہیں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ

www.ahnafmedia.com

وسلم خود بھی آپ کی قدر دانی فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی ان کا لحاظ رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا۔ خالد کو تم لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دو کیوں کہ وہ خدا کی تلوار ہے جس کو اس نے کفار پر کھینچا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ایک سو اٹھارہ احادیث مروی ہیں چوں کہ شروع ہی سے بطور سپاہی زندگی بسر کی اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جنگی ساز و سامان بہت تھا جسے اسلام لانے کے بعد راہ خدا میں وقف کر دیا تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات اکیس ہجری حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ ساٹھ سال زندہ رہے سواسو جنگوں میں شرکت کی اور بہادروں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کیا، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنا گھوڑا، اسلحہ اور غلام بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو سلیمان پر اللہ اپنا رحم فرمائے۔ وہ بالکل ہمارے گمان کے مطابق تھے۔

رب کا انعام.....حضرت الیاس گھمن

دین کا تو مجاہد امن کا تو داعی ہے حضرت الیاس گھمن
تیری صدا سے باطل کی ہر قوت گھبرائی ہے حضرت الیاس گھمن
اللہ نے مثل موسیٰ بنا کر بھیجا ان فرعونوں کے لیے
مظلوموں کا حامی حق کس تو خیر خواہی ہے حضرت الیاس گھمن
تیرا گرجنا ،تیرا یہ جوش ،ہے رب کا انعام حضرت الیاس گھمن
ہے پیارے حبیب کی رحمت بنایا جو تجھ کو دین حق کا سپاہی حضرت الیاس گھمن

رشحاتِ قلم: کوثر گل ،مانسہرہ

www.ahnafmedia.com

ماں کی ممتا

نازلہ اکرم

گرمیوں کی لُو سے بھری ایک دوپہر تھی جب وہ اسکول سے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا راستے میں اس کو پیاس کی شدت نے نڈھال کر دیا تھا چلچلاتی دھوپ نے اسے پسینے سے شرابور کر رکھا تھا وہ اپنی پیشانی سے بار بار پسینہ پونچھ رہا تھا بھوک بھی خوب لگی ہوئی تھی جیسے ہی وہ، گھر میں داخل ہوا تو اسے داخل ہوتے ہی محسوس ہوا جیسے ماں کے چہرے کا رنگ ایک دم تبدیل ہو گیا۔

لیکن پھر جلدی سے اپنے نورِ نظر کو دیکھ کر مسکرائی اور کہا: جاؤ! جلدی سے کپڑے بدل لو اتنی دیر میں تمہارے لیے میں کھانا لاتی ہوں۔ جب وہ بے دلی سے کپڑے بدل کر آیا تو عجیب ماجرا دیکھا کہ آج اس کے سامنے سبزی یا دال کی جگہ کچھ اس کی پسندیدہ ڈش، ایک پیالی میں میٹھا اور گلاس میں ستّو موجود تھا۔

اُس نے پوچھا امی آج اتنا کچھ؟ خیریت تو ہے؟ ماں نے کہا، ہاں مہمان آئے تھے اس لئے یہ سب بنایا۔ اُس نے کہا، آپ بھی آجائیں۔ ماں بولی "میں نے مہمانوں کے ساتھ کھا لیا تھا اب تو پانی پینے کی جگہ بھی نہیں، تم کھاؤ نا ٹھنڈا ہو جائے گا" یہ کہہ کر ماں پھر سے کچن میں چلی گئی۔ وہ روز منہ بنا کر کھانا کھاتا تھا لیکن آج پسند کا کھانا دیکھ کر جلدی جلدی سب چٹ کر گیا۔ برتن اٹھا کر وہ جیسے ہی کچن میں داخل ہوا تو اُس کے پائوں تلے سے زمین نکل گئی اس نے دیکھا کہ "دُنیا کی سب سے زیادہ "جھوٹی عورت" فرش پر بیٹھی کئی دنوں کے بھوکوں کی طرح باسی روٹی کو پانی میں ڈبو کر کھا رہی تھی۔"

اے کاش! ہم ماں کی عظمت جان سکیں!!!

www.ahnafmedia.com

مومنہ تبسم (ارچنا) سے ایک ملاقات

کلیم صدیقی

29 نومبر 2003ء کی خوش گوار صبح تھی موسم کہر آلود تھا، ذرا سی خنکی بھی تھی تقریباً 9 بجے صبح میں اپنی بچی سمتا کو گود میں لے کر کانپور سے لکھنؤ جانے والی بس پر بیٹھ گئی، تھوڑی دیر بعد بس چل پڑی اور مسافروں نے اپنا اپنا ٹکٹ بنوانا شروع کیا میں نے بھی ٹکٹ بنوانے کے لئے اپنا پرس کھولا تو میرے ہوش اڑ گئے جو روپئے میں نے رکھے تھے وہ اس میں نہ تھے، ہاتھ پاؤں پھولنے لگے، سانسیں تیز تیز چلنے لگی بار بار پرس الٹتی پلٹی رہی، بمشکل تمام کل بتیس روپے نکلے، جب کہ کرایہ اڑ تیس روپے تھا اب کنڈیکٹر شور مچانے لگا کہ کس نے ٹکٹ نہیں بنوایا ہے۔

میں ڈری سہمی اٹھی اور کنڈیکٹر کو بتیس روپے تھما کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی، کنڈیکٹر تیز تیز چیخنے لگا کہ پورے پیسے لاؤ، میں بالکل خاموش تھی، کچھ بولا نہیں جارہا تھا۔

طرح طرح کے خیالات دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے بس گنگا ندی پر سے گذر رہی تھی کہ کنڈیکٹر نے پھر کہا کہ پورے روپئے لاؤ ورنہ بس سے اتر جاؤ، اور اس نے بس رکوا دی، مجھے اترنے کے لئے بار بار کہہ رہا تھا، پوری بس میں سناٹا چھایا ہوا تھا سارے پسینجر مڑ کر میری طرف دیکھ رہے تھے اور میں مارے شرم کے سردی میں بھی پسینے پسینے ہو رہی تھی۔

اتنے میں ایک صاحب نے جو کالی شیروانی زیب تن کئے ہوئے ڈرائیور کے پیچھے والی سیٹ پر اخبار پڑھ رہے تھے، کنڈیکٹر سے پوچھا کیا بات ہے ؟اس

www.ahnafmedia.com

نے جواب دیا ارے یہ میڈم پورے پیسے نہیں دے رہی ہیں اور اتر بھی نہیں رہی ہیں، انہوں نے ایک اچٹتی نظر سے میری طرف دیکھا اور پھر کنڈیکٹر سے پوچھا کتنے روپے کم ہیں ؟اس نے بتایا چھ روپے کم ہیں ان صاحب نے دس روپے کا نوٹ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں سے لے لو اور پھر بس چل پڑی بس تیز رفتار درختوں، مکانوں اور دکانوں کو پیچھے چھوڑتی بھاگتی جا رہی تھی اور میں قدرے اطمینان سے مختلف احساسات و خیالات میں کھوئی ہوئی تھی، لکھنؤ آ گیا اور میں جھٹ سے بس سے اتر کر کنارے کھڑی ہو گئی سوچا کہ ان بھلے آدمی کا شکریہ ادا کر لوں۔

جب وہ صاحب اترے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کو سنبھالنے کی کوشش کی وہ صاحب بولے ارے کوئی بات نہیں ہے اور جانے لگے، پھر اچانک مڑ کر پوچھا بات کیا ہوئی تھی، ان کا یہ سوال غالباً اس لئے تھا کہ میں دیکھنے میں خوش حال لگ رہی تھی، بہترین لباس اور زیورات پہن رکھے تھے، میں نے بتایا کہ بھائی صاحب گھر سے نکلی تو خیال تھا کہ پرس میں روپے ہیں مگر معلوم نہیں کیا ہوا انہوں نے کہا: ایسا ہو جاتا ہے، آپ کو جانا کہاں ہے ؟

میں نے بتایا کہ حسین گنج میں رہتی ہوں پیدل چلی جاؤں گی، انھوں نے کہا کہ بچی گود میں ہے بیگ بھی وزنی معلوم ہوتا ہے (جو واقعی وزنی تھا) آپ یہ روپے لیجئے اور رکشہ سے چلی جایئے، اور بیس روپے کا نوٹ میری طرف بڑھایا۔ میں نے پہلے معذرت کی مگر انہوں نے زبردستی وہ نوٹ مجھے دیا اور چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے رکشہ کیا اپنے گھر پہنچ گئی لیکن دل میں ایک ایسا نقش بیٹھ چکا تھا کہ اب کبھی مٹ نہیں سکتا تھا، شام کو اپنے شوہر امت کمار سے پوری

www.ahnafmedia.com

داستان سنائی، وہ بھی بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ ان کا نام پتہ اور فون نمبر وغیرہ لے لیا ہو تا، مجھے بھی بڑا افسوس ہوا کہ یقیناً نام پتہ معلوم کر لینا چاہئے تھا مگر صحیح بات یہ ہے کہ اس وقت میری عقل گم تھی۔ اب میں دن رات بار بار یہی بات سوچتی اور دل چاہتا کاش ایسے بھلے انسان سے پھر ملا قات ہوتی۔ کئی دن گذر گئے میں اور میرے شوہر اکثر تذکرہ کرتے، ان کو یاد کرتے راہ چلتے نظریں انہیں تلاش کرتیں، بہت سے ایسے افراد شیروانی، ٹوپی اور داڑھی میں جب دکھائی دیتے تو امت کہتے ان میں پہچانو مگر اب وہ کہاں ملتے۔

تقریباً تین ماہ بعد ایک روز ہم دونوں مارکیٹنگ کرتے ہوئے کچہری روڈ امین آباد سے گذر رہے تھے کہ اچانک میری نظر ایک صاحب پر پڑی جو کرتہ پاجامہ مین تھے مگر دیکھتے ہی دل نے کہا کہ یہ تو وہی صاحب ہیں جب تک میں فیصلہ کرتی اور امت کو بتاتی وہ ہم لوگوں کے قریب سے آگے نکل گئے میں نے امت سے کہا کہ شاید یہ وہی صاحب ہیں ذرا پوچھو، امت لپکے اور ان کو روکا۔ میں بھی قریب پہنچی تو یقین ہو گیا کہ وہی صاحب ہیں جن کو ہم تلاش کرنا چاہتے تھے، ہم نے ان کو نمستے کہا وہ حیرت سے ہم لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہا آپ نے مجھے پہچانا؟ انہوں نے کہا معاف کیجئے گا میں تو نہیں پہچان سکا، مجھے اندر سے تکلیف سی محسوس ہوئی کہ جس شخص کی شکل و صورت گذشتہ تین چار ماہ سے دل و دماغ میں بسی ہوئی تھی وہ مجھے نہیں پہچان رہا ہے۔ امت نے کہا سوچئے اور پہچانیے انہوں نے کہا نہیں بالکل یاد نہیں ہے برائے کرم کچھ بتایئے؟ میں نے کہا کہ تین چار ماہ پہلے کانپور سے آتے ہوئے بس میں ملا قات ہوئی اور آپ نے میری مدد کی تھی اب وہ ہنسنے لگے اور بولے آیئے چائے پیتے ہیں اور یہ کہہ کر قریب کے ایک ہوٹل میں بیٹھ گئے۔

www.ahnafmedia.com

ہم لوگ ان سے ملنے کے لئے بے قرار تھے اس لئے فوراً ان کی پیش کش قبول کر لی، اب سب سے پہلے تو ہم لوگوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اپنی مجبوری بیان کی اور اپنی کیفیت بیان کرتے رہے وہ بار بار یہی کہتے کہ بھائی چھوڑیے ان سب باتوں کو کوئی ایسی بات تو نہیں تھی کہ آپ لوگ اس قدر یاد کرتے رہے۔ جھٹ امت نے ڈائری نکالی اور کہا جناب !اپنا اسم گرامی اور فون نمبر وغیرہ لکھا دیجئے۔ انہوں نے نام اور فون نمبر و پتہ لکھایا اور امت کا پتہ و نمبر وغیرہ ایک کاغذ پر لکھ لیا۔

معلوم ہوا کہ یہ جناب سرائے میر اعظم گڑھ کے رہنے والے ہیں (اس واقعہ میں نام حذف کر دیا گیا ہے تا کہ اس واقعہ اخلاص میں شہرت کا داغ نہ لگے) امت نے میرے کہنے پر گذارش کی کہ چائے کا پیسہ ہمیں دینے دیجئے۔ وہ کسی طرح آمادہ نہیں ہو رہے تھے میں نے کہا ڈاکٹر صاحب مجھے بڑی خوشی ہو گی کہ چائے کا پیسہ میں دوں، وہ خاموش ہو گئے اور امت نے پیسہ دے دیا۔

اب ہم نے آہستہ سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب !ایک بات کہوں آپ کچھ محسوس نہ کیجئے گا، یہ چھبیس روپے برائے کرم رکھ لیجئے، وہ قدرے بلند آواز میں بولے، بھئی یہ کیا بات کر رہے ہیں، اگر یہ پہلی اور آخری ملاقات ہے تو کوئی بات نہیں ہے ورنہ ایسی باتیں نہ کیجئے مگر امت نے بہت زبردستی چھبیس روپے ان کی جیب میں ان کے منع کرنے کے باوجود رکھ دیے۔

میں نے کہا ڈاکٹر صاحب کبھی میرے گھر تشریف لایئے، انہوں نے کہا ہرگز نہیں کبھی نہیں آؤں گا، دو باتیں آپ لوگوں نے زبردستی منوا لیں، میری شرط ہے کہ پہلے آپ لوگ میرے گھر آیئے۔ تھوڑی تکرار کے بعد ہم لوگوں نے وعدہ کر لیا کہ جلد ہی ہم ضرور آئیں گے اور پھر ہم لوگ رخصت ہو گئے ۔

www.ahnafmedia.com

اگلے ہی اتوار کو امت نے کہا چلو ڈاکٹر صاحب کے گھر چلیں فون کیا تو انہوں نے کہا تشریف لایئے میں انتظار کروں گا حسب وعدہ شام کو ہم لوگ چلے، یقین کیجئے زندگی میں پہلی بار ایسا محسوس ہو رہا تھا میرا کوئی بھائی ہے اور میں اپنے بھائی کے گھر جا رہی ہوں۔ میرا کوئی حقیقی بھائی یا بہن نہیں ہے، ماں باپ کا بھی کافی دنوں پہلے انتقال ہو چکا تھا اب جو لوگ بھی ہیں وہ سسرالی رشتہ دار ہیں۔

ہم پہنچے تو ڈاکٹر صاحب اپنے آفس کے باہر انتظار کر رہے تھے۔ بڑی محبت سے ملے اور فوراً گھر میں لے گئے، بٹھایا اور کچن میں اپنی اہلیہ ام سلمہ اعظمی سے ملاقات کرائی جو میری عمر کی ہیں، یا سال دو سال کی چھوٹی ہو گی۔ ان سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوئی بڑی ہنس مکھ ملنسار اور سلیقہ مند ہیں۔ ضیافت کا اچھا خاصا اہتمام کیا تھا چائے کے دوران ہی میں نے کہا ڈاکٹر صاحب اگر آپ اجازت دیں اور حرج نہ ہو تو روٹی میں پکا دوں اس لئے کہ بچہ رو رہا ہے اور بھابھی پریشان ہیں۔ انہوں نے کہا بھابھی سے پوچھ لو تم اپنے ہی گھر میں ہو، ان کی اس بات سے مجھے حد درجہ خوشی ہوئی میں نے بہت کہا کہ کھانا پکانے میں مدد کروں مگر بھابھی نے کہا: اب جب دوبارہ آیئے گا تو کھانا پکایئے گا۔

اس دوران میں تو بھابھی سے باتیں کرتی رہی اور ڈاکٹر صاحب امت کو بہت سی کتابیں دکھاتے رہے۔ امت کتابوں کے دیوانے ہیں تقریباً دو ڈھائی گھنٹہ بعد جب ہم چلنے کو تیار ہوئے تو امت نے دسیوں کتابیں لے لی تھیں۔ چلتے ہوئے بھابھی نے ایک پیکٹ دیا اور کہا اسے گھر جا کر کھولیے گا۔ ہم لوگ گھر پہنچے دس بج چکے تھے، پیکٹ کھولا تو حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی ایک ساڑی بلاؤز اور میری بیٹی سمتا کے لئے ایک فراک اور ایک کلو مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

اب کیا تھا امت آئے دن ڈاکٹر صاحب سے ملتے رہے کتابیں لاتے

www.ahnafmedia.com

رہے۔ رات رات بھر پڑھتے اور واپس پہنچاتے رہے۔ میں بھی کتابیں پڑھتی تھی، شانتی مارگ، مکتی مارگ، جیون مرتیو کے پشچات، اسلام دھرم، اسلام جس سے مجھے پیار ہے، چالیس حدیثیں، قرآن کا پریچے اور قرآن کا ترجمہ، سب کچھ پڑھ ڈالا، چار پانچ بار میں بھی ڈاکٹر صاحب کے گھر گئی۔ جب بھی جاتی اور واپس آتی تو بھابھی کچھ نہ کچھ کپڑے، کھلونے، کھانے پینے کی چیزیں یا کچھ اور چیزیں ضرور دیتیں، دو تین بار وہ بھی ہمارے ساتھ ہمارے گھر آئیں ہم لوگ ایک دوسرے سے کافی قریب ہو چکے تھے۔

امت اکثر ڈاکٹر صاحب سے ملتے رہتے اور وہ بھی فون کر کے ان کو بلا لیتے مگر ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا بارہا کہنے کے باوجود ڈاکٹر صاحب ہمارے گھر نہیں آئے ہر بار کوئی عذر بیان کرتے اور پھر آنے کا وعدہ کرتے۔

ایک بار ہم لوگ ان کے گھر گئے، تو معلوم ہوا طبیعت کچھ خراب ہے بدن سنسنا رہا ہے اور بھابھی اپنی ناراضگی ظاہر کر رہی ہیں، معلوم ہوا کہ آج ہی کسی اجنبی مریض کو خون دے کر آئے ہیں جب کہ دو ماہ پہلے بھی کسی مریض کو خون دیا تھا۔ بھابھی ناراض ہو رہی تھیں اور وہ کہہ رہے تھے اگر خون دے کر کسی کی جان بچ سکتی ہے تو کیا حرج ہے؟

میں نے بھابھی کی حمایت کی۔ امت آتے، اکثر کوئی نہ کوئی واقعہ بتاتے اور حیرت و خوشی سے بارہا تذکرہ کرتے مثلاً آج ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ ایک لسٹ لئے بیٹھے تھے دیکھو آٹا، دال، چاول اور یہ سامان لانا ہے۔ میں پہونچ گیا تو بیٹھے رہے باتیں ہوتی رہیں اسی درمیان ندوہ کا ایک طالب علم آیا، کچھ دیر بعد اس نے اپنی ضرورت بیان کی۔ ڈاکٹر صاحب نے چار سو روپے اس کو دے دئے اور سامان لانا رہ گیا۔

www.ahnafmedia.com

ایک بار کہنے لگے آج ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ساتھ میں امین آباد گئے تھے ایک کمبل تین سو پچاس روپے میں خریدا اور واپس آرہے تھے راستے میں ایک نقاب پوش خاتون ملی اور کہا کہ مولوی صاحب بچے سردی کھا رہے ہیں، ایک لحاف دلا دیجئے، اتنا کہنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے وہ کمبل اس کو تھما دیا اور خالی ہاتھ گھر چلے گئے۔

اس درمیان امت میں غیر معمولی تبدیلی آچکی تھی۔ پوجا کرنا اور مندر جانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ جب کہ پہلے اس کی پابندی کرتے تھے۔ گھر سے تمام تصویروں اور مورتیوں کو ہٹا دیا اور ہم لوگ عجیب سی تبدیلیاں محسوس کرنے لگے۔ اس دوران ڈاکٹر صاحب سے بار بار گھر آنے کو کہتے مگر وہ ٹال جاتے ایک رات تقریباً گیارہ بجے امت نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب ایک ہاتھ میں آٹے کا تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں چاول دال اور کچھ سامان لٹکائے ہوئے ہماری گلی کے قریب والی دوسری گلی کی طرف مڑے ہیں۔

امت پیچھے لگ گئے اور قریب جا کر پوچھا آپ اس وقت یہاں یہ کیا ہے ؟ پہلے تو انہوں نے ٹالنا چاہا مگر پھر بتایا کہ یہاں ایک بوڑھی خاتون رہتی ہے ان کا کوئی سہارا نہیں۔ میں کبھی کبھار یہ سامان پہنچا دیتا ہوں، پھر امت کو ساتھ لے کر گئے سامان دیا کچھ روپے دیے۔

واپس لوٹے اب امت نے بہت زیادہ اصرار کیا کہ گھر چلئے! انہوں نے کہا کافی رات ہو گئی ہے پھر آئیں گے۔ مگر امت زبردستی گھر لے آئے، اپنے گھر میں انہوں نے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی میں جلدی سے کھانے پینے کا انتظام کرنے لگی۔ انہوں نے کہا ہم تو کھانا کھا چکے ہیں، چائے بنا لو بس کھانا پھر کبھی کھائیں گے۔

www.ahnafmedia.com

بہر حال جو کچھ تھا پیش کیا باتیں ہونے لگیں اور بالآخر امت بولے اب بہت دن ہو گئے ہم لوگ کب تک اسی طرح رہیں گے ڈاکٹر صاحب نے کہا جلدی کیا ہے ؟ہم نے کہا اگر درمیان میں موت آ گئی تو ؟اب ڈاکٹر صاحب بالکل خاموش تھے۔

تقریباً ایک بجے امت ان کو پہنچانے گئے جب واپس آئے تو ہم لوگ رات بھر سو نہ سکے اور ایمان، اسلام، جنت، دوزخ اور ڈاکٹر صاحب اور اس بوڑھی خاتون کی باتیں کرتے رہے۔

اسی طرح تقریباً تین چار ماہ گذر گئے، نماز کی کتاب سے اور بھابھی سے نماز پڑھنا سیکھ لیا اور ہم لوگ پابندی سے نماز پڑھنے لگے اسی دوران امت کا ٹرانسفر ہو گیا اور ہم لوگ لکھنؤ سے غازی آباد آ گئے، یہاں سے ہم لوگوں نے نئی زندگی کا آغاز کیا ہے میں ارچنا سے مؤمنہ تبسم، امت عبدالکریم اور سمتا؛ عظمیٰ ہو چکی ہیں۔

زندگی کا سفر جاری وساری ہے، ڈاکٹر صاحب دو سال سے عید کے موقع پر سب لوگوں کے لئے کپڑے اور عیدی بھیجتے ہیں ان کے ہم زلف محمد یونس بھائی تحفے تحائف لے کر آتے ہیں، دو بار میں بھی لکھنؤ جا چکی ہوں ان کا گھر مجھے اپنا میکہ لگتا ہے اور اسی انداز سے ہم جاتے اور آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ یہ رشتہ برقرار رہے اور ہم سب لوگ آخرت میں کامیاب ہوں، ایک شعر پر اپنی داستان ختم کرتی ہوں، میں نے یہ شعر اکثر ڈاکٹر صاحب کی زبان سے سنا ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

www.ahnafmedia.com

کیا آپ بھی اعتراف کرتے ہیں؟

کامران ملک، لاہور

خالق کائنات نے جہاں مجھے مرد بنایا' ذہانت' قوت' محنت' برداشت جیسی نعمتوں سے نوازا۔ صبح جاتا ہوں سارا دن دھوپ' گرمی' گرد' پسینہ' شور وغیرہ کو برداشت کرتا ہوں۔ رات کو تھکا ہارا گھر لوٹتا ہوں تو دروازے پر جس مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر تمام تھکن دور' پسینہ خشک' دل میں ٹھنڈک' سکون اور آرام ملتا ہے وہ میری ماں یا میری بیوی یا میری پیاری بیٹی ہی تو ہوتی ہے۔ میں جب سو کر اٹھتا ہوں تو جلدی میں ہوتا ہوں دکان یا آفس جانا ہوتا ہے۔

صاف ستھرے استری کئے ہوئے کپڑے میرا انتظار کر رہے ہوتے ہیں' صابن' تولیہ (دھلا ہوا) موجود ہے۔ میں نہا کر نکلتا ہوں پہنے ہوئے کپڑے' گیلا تولیہ وہیں چھوڑ دیا۔ باہر آکر ناشتہ تیار مزے سے ناشتہ کیا۔ برتن وہیں چھوڑ دیے۔ بوٹ پالش' دوپہر کے کھانے کا باکس تیار۔ یہ جا! وہ جا!

اب میرے میلے کپڑے' گیلا تولیہ' ناشتہ کے برتن کھانے کے برتن' میرے نئے کپڑے استری' رات کے کھانے کی تیاری' سبزی لینا' کاٹنا' پکانا' روٹی کے لئے آٹا گوندھنا' روٹی گرمی میں بیٹھ کر پکانا' گھر کی صفائی' دھلائی' جھاڑو وغیرہ' گھر کو سنوارنا' سجانا' خود بھی آپ کیلئے سنورنا سجنا۔

عبداللہ اور فاطمہ کو ناشتہ کروانا' اسکول کے لئے تیار کرنا' واپسی پر کپڑے بدلوانا' کھانا کھلانا' اسکول کا کام' ان کے کپڑے دھونا' استری کرنا وغیرہ۔ آپ کے بوڑھے والدین کے کپڑے' ان کا پرہیزی کھانا' ان کی ادویات وغذا کا خیال رکھنا' ان کی چھوٹی موٹی باتوں کو برداشت کرنا' اس دوران آپ کے چھوٹے

www.ahnafmedia.com

صاحبزادے جو کہ 3,4 ماہ کے ہیں ان کو اپنے تمام کاموں کو سرانجام دیتے ہوئے سنبھالنا' اس کی غذا اور صحت اور اس سے متعلقہ تمام امور کو مستقل دیکھنا بھی شامل ہے۔

گھبرایئے نہیں بلکہ خاموشی سے پڑھیے اور اعتراف کرتے جایئے اس کے علاوہ اگر وہ اپنے ماہانہ ایام میں ہے تو ان تمام کاموں میں کوئی کمی نہیں آتی ہے بلکہ روز ہر چیز وقت پر خوبصورتی کے ساتھ ملتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ آپ کے ہونے والے ولی عہد کو اپنے خون سے سینچ رہی ہے تو تب بھی جناب کے کاموں کو ٪99 پورا کرنے کی کوشش میں ہے۔

اگر آپ باہر دھوپ میں پسینہ بہاتے ہیں تو وہ سارا دن منے کو گود میں اٹھائے کچن میں ہانڈی روٹی اور کپڑے دھوتی ہے۔ اگر آپ کے ہاتھ منہ کام سے کالے پیلے ہوتے ہیں اور جسم تھک کر چکناچور ہوتا ہے تو وہ بھی صبح 8 بجے سے آپ کے گھر بار کی حفاظت اور تمام تر امور کو مکمل احسن طریقے سے پورا کرتے کرتے تھک چکی ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ آپ تھک کر جب گھر آتے ہیں تو آپ کے چہرے سے تھکن عیاں ہوتی ہے بلکہ اس کا اظہار آپ کی کمر پکڑ کر انگڑائیاں لینے سے بھی ظاہر ہو رہا ہوتا ہے مگر اس کے چہرے پر پیاری سی مسکراہٹ جو اندر ہی اندر آپ کی تھکاوٹ اور کمزوری کو دور کر چکی ہوتی ہے اب یہ مسکراہٹ چاہے ماں کی ہو آپ کی بیوی کی ہو یا آپ کی پیاری بہن یا بیٹی کی ہو یہ تمام مسکراہٹیں اپنے اپنے رشتہ کے اعتبار سے نہایت پر اثر اور باعث فرحت ہوتی ہیں۔ کیا میں نے اعتراف کر لیا؟ کیا آپ نے اعتراف کر لیا؟

تو آیئے! چھٹی کے دن ہم منے کو سنبھال لیتے ہیں۔ بوڑھے والدین کی

www.ahnafmedia.com

دوائی' ان کی خدمت' کچھ ہم بھی کر لیتے ہیں۔ آج سبزی ہم خرید لاتے ہیں۔ گھر میں آنے جانے والوں کی مہمان نوازی کا کام آج ہم سرانجام دے لیتے ہیں۔ عبداللہ اور فاطمہ کو ہوم ورک کروادیتے ہیں۔

گھر کو سنوارنے اور سجانے میں اس کا ہاتھ بٹالیتے ہیں۔ اگر آپ یہ کام نہیں بھی کریں گے تب بھی آپ کی خدمت میں کوئی کمی نہیں آئیگی کیونکہ آج آپ کے گھر بہترین ڈش اور میٹھا آپ کے 3 وقت کے Menu میں شامل ہو گا۔ ارے بھائی صاحب! اب تو اعتراف کر ہی لیں۔

اس کا آپ پر حق ہے اگر آپ اس کے مجازی خدا ہیں تو وہ بھی آپ کی مجازی بندگی میں اپنی حیاء اپنی عزت حتیٰ کہ اپنا سب کچھ آپ پر لٹاچکی ہے۔ ارے جناب! اگر آپ کی دعا (بحیثیت باپ ہونے کے) آسمان سے واپس خالی نہیں لوٹتی تو اس کے بھی پاؤں تلے جنت ہے۔

اگر آپ کا رتبہ (بحیثیت باپ) کے بلند ہے تو بحیثیت ماں ہونے کے اس کی شان بھی انتہائی بلند وبالا ہے۔ اگر آپ دیندار ہو کر دین گھر لاتے ہیں تو وہ دین گھر کی دہلیز سے گھر کے اندر آپ کی بیوی ماں یا بہن' بیٹی پہنچاتی ہے۔ ورنہ آپ اپنی نسل کی خیر منائیں۔

اگر آپ بیٹا بن کر گھر کی تمام ضروریات کی فکر میں سارا دن پھرتے ہیں تو وہ بیٹی بن کر گھر کے تمام امور کو احسن طریقے سے پورا کرنے کی کوشش میں شب وروز مصروف عمل ہے۔

اگر آپ بڑا بھائی بن کر ماں باپ اور چھوٹے بہن بھائیوں کی فکر میں ہیں تو وہ بڑی بہن بن کر چھوٹے بہن بھائیوں اور ماں باپ کی خدمت میں ہے اور انکی ضرورتوں کا بڑے احسن انداز سے خیال رکھے ہوئے ہے۔

www.ahnafmedia.com

اگر آپ شوہر بن کر حلال رزق سے تمام گھر کی پرورش' ضروریات و خواہشات کو پورا کر رہے ہیں تو وہ نیک بیوی بن کر آپ کے حلال مال کو احسن طریقے سے خرچ کر کے آپ کا بہترین امانت دار ساتھی ہونے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

اگر آپ باپ بن کر بیٹے بیٹیوں کے رشتے کی فکر میں وسائل اکٹھے کر رہے ہیں تو وہ بیٹی کی بہترین تربیت کر کے اسے اس قابل بنا رہی ہے کہ باپ کی عزت دوسرے گھر میں بنی رہے اور بیٹے کو باپ کی عزت اور مقام اور ادب کی ہمیشہ سے یاد دہانی کروا رہی ہے۔ ارے صاحب! کون کون سی باتوں میں اس ساتھی کو نظر انداز کریں گے؟

کیا آپ کی جائز لذت و خواہش آپ کے ہم سفر کے بغیر پوری ہو سکتی ہے؟ کیا آپ کی نسل کی بقاء و ارتقاء ہم سفر کے بغیر ممکن ہے؟ کیا آپ کا حلال محنت سے کمایا ہوا مال جائز' امانتداری کے ساتھ احسن طریقے سے اس کے بغیر خرچ ہو سکتا ہے؟

کیا آپ کی نام نہاد عزت کہ میرا گھر' میری بیٹی' میری بیوی میری غیرت ہے میرا گھر باپردہ ہے یہ سب باتیں آپ کے ہم سفر کے بغیر ہو سکتی ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی بار وحی نازل ہوئی تو اس بے چینی و گھبراہٹ میں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی دی اور آپ کا حوصلہ بلند کیا وہ بھی ایک ہم سفر' ایک عورت ہی تھی۔

www.ahnafmedia.com

”اسلام میں عورتوں کے حقوق“ غیروں کی نظر میں

مولانا تنویر خالد قاسمی، انڈیا

مذہب اسلام اس دنیا میں اس وقت آیا ہے، جب انسانیت دم توڑ رہی تھی، انسانی ظلم وجور پر ظلم کی تاریخ بھی آنسو بہارہی تھی اور عدل ومساوات کی روح تقریباً عنقا ہوچکی تھی۔ اسلام نے ایسے نامساعد حالات کے باوجود انصاف و برابری کا نعرہ بلند کیا، اور عملاً بھی اس کی شاندار تصویر پیش کی، اور حاکم ومحکوم، آقا وغلام اور اونچ وپنچ کے ناہموار ٹیلوں سے بھرے صحرائے انسانیت میں عدل وانصاف، برابری ومساوات اور یکسانیت وہم آہنگی کے پھول کھلا کر ہر سو نسیم صبح چلادی۔

”مشتے نمونہ از خروارے“ کے طور پر اسلامی مساوات میں ہم ”حقوق نسواں“ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو عورت عالم گیتی پر جانوروں، بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بے وقعت ومظلوم تھی، کو اسلام نے ذلت ونکبت کے تحت الثریٰ سے اٹھاکر بلندی وعظمت کے بام ثریا پر رونق افروز کردیا، اوراسے ایسے ایسے حقوق عطا کئے جس کا تصور بھی اسلام سے پہلے ناممکن اور معدوم تھا، مگر آج جبکہ ہر طرف سے اسلام پر یورش ہورہی ہے اور طرح طرح کی بے جاتنقیدوں اور لغو اتہامات کا نشانہ بنایا جارہاہے اوراسلامی اقدار و روایات کو ناقص بلکہ ظلم اور عدم مساوات سے عبارت گردانا جارہاہے اور زور شور سے اس بات کا پروپیگنڈہ کیا جارہاہے کہ اسلام نے عورتوں کو اس ناجائز حقوق سے محروم رکھاہے، اور اس کے ساتھ عدل ومساوات کا معاملہ نہیں کیا۔

حالانکہ اگر عقل وخرد کو تعصب سے پاک وصاف رکھا جائے اور دل

www.ahnafmedia.com

ودماغ سے منصفانہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات آفتابِ نیم روز کی طرح عیاں ہو جائے گی، کہ عورت چونکہ تمدن انسانی کا محور ومرکز ہے، گلشن ارضی کی زینت ہے، اس لئے اسلام نے باوقار طریقے سے اسے ان تمام معاشرتی حقوق سے نوازا جن کی وہ مستحق تھی، چنانچہ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا، دیگر اقوام کے برعکس اسے ذاتی جائداد ومال رکھنے کا حق عطا کیا، شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کی صورت دکھلائی، وراثت میں اس کا حصہ مقرر کرایا، اسے معاشرہ کی قابل احترام ہستی قرار دیا اور اس کے تمام جائز قانونی حقوق کی نشان دہی کی، حاصل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جس قدر حقوق دئے ہیں، خواہ اس کا تعلق ذاتی جائداد وراثت سے ہو یا شادی یا طلاق کا مسئلہ ہو، کوئی دوسرا مذہب اس کا عشر عشیر بھی پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔

دوسری طرف اگر آج ہم افتراپردازوں کے نعرے اور ان کے نتائج پر غور کریں تو اس پرفریب نعرہ نے اس بے چاری کو اس کے سوا کچھ نہیں دیا کہ وہ دفتروں میں کلرکی کرے، اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکریٹری بنے، تجارت چمکانے کیلئے سیلز گرل بنے اور اپنے ایک ایک عضو کو سربازار رسوا کرکے گاہکوں کو دعوت نظارہ دے ... ان سب کا نتیجہ کیا نکلا؟ طلاق کی شرح میں زبردست اضافہ، ناجائز بچوں کی بہتات، ایڈز کا شیوع، غرضیکہ تمام معاشرتی واخلاقی خرابیاں اسی نام نہاد "آزادئ نسواں" کا ثمرۂ تلخ ہے۔

اسلام نے عوتوں کو کتنی ترقی دی؟ کیسا بلند مقام عطا کیا؟ قرآن کریم کی لاتعداد آیتوں اور بے شمار احادیث سے اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اسلام نے پوری دنیا کے سامنے حقوق نسواں کا ایسا حسین تصور پیش کیا اور عورتوں کے تئیں وہ نظریات اپنائے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس مثبت ومساوی نظام عمل پر

www.ahnafmedia.com

عش عش کر اٹھے، اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اسلام ہی دراصل حقوق نسواں کا علم بردار اور حقیقی ضامن ہے۔ آج اگر مغرب اور مغرب پرست اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسلام کو حقوق نسواں کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہیں، تو یہ صرف حقیقت سے چشم پوشی کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کے تحت ہے، مگر "پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے"

چنانچہ آج بھی بہت سے غیر مسلم مفکرین اور دانایانِ فرنگ اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اسلام ہی کو صنفِ نازک کا نجات دہندہ اور حقوق نسواں کا پاسدار سمجھتے ہیں، چنانچہ اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اسلام نے ہی عورت کو تمام معاشی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق دئے جن کا تصور قبل از اسلام بعید از قیاس تھی۔

"ای بلائیڈن" رقمطراز ہیں "سچا اور اصلی اسلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو پوری انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے

(سنت نبوی اور جدید سائنس)

"ڈبلیو لائٹر" لکھتے ہیں: عورت کو جو تکریم اور عزت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اسے کبھی نہ دے سکے"۔

(Mohammadanism in religious system of the world)

"ای ڈرمنگھم" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سراہتے ہوئے اور اسلام کے عورتوں کی زندگی کے تبدیل کر دینے کے تعلق سے لکھتا ہے: "اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی، ان سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہو سکا تھا جو

www.ahnafmedia.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انہیں حاصل ہوا، جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دیدی گئیں لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ بھی حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔

(The Life of Mohammad)

ڈبلیوڈبلیو کیش کہتے ہیں "اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دئے اور انہیں طلاق کا حق دیا"

(The Eupensin of Islam)

حقوق نسواں اوراس کے چند اہم پہلو:

عموماً عورتوں کو زندگی میں تین اہم مراحل سے گذرنا پڑتا ہے: (۱) پیدائش سے شادی تک (۲) ازدواجی زندگی (۳) شوہر کے بعد کی زندگی۔

پیدائش سے شادی تک:

پہلے مرحلے میں یہ بات واضح ہے کہ ازدواجی زندگی تک جب ہی پہنچا جاسکتا ہے جبکہ وجود (پیدائش) کو بقا حاصل ہو، مگر اسلام سے پہلے انسان کے اندر صفت بہیمیت پوری طرح غالب آگئی تھی، چنانچہ صنفِ نازک کے ساتھ غلاموں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا، تین سال، پانچ سال کی نوعمر بچیوں کو محض اس لئے پیوند خاک کر دیتے تھے کہ ان کی ناک نہ کٹ جائے، کوئی ان کا داماد نہ کہلانے لگے، لیکن اسلام نے "واذ الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت" کے جانفزا حکم کے ذریعہ اس فتنۂ دختر کشی کا سدباب کر دیا اور ڈوبتی انسانیت کو حیات اور حوا کی بیٹی کو جینے کا حق دیا۔

www.ahnafmedia.com

"آئرینا میڈمکس" (Women in Islam 1930) میں اسلام اور ماقبلِ اسلام عورت کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا ہے، نماز، روزہ، خوشبو اور عورت، عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قابل احترام تھی، معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کیا کرتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو جینے کا حق دیا"

(سنت نبوی اور جدید سائنس 2)

"جنرل گلپ پاشا" نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب لکھی ہے (The Life And Tims of Mohammad) وہ اس میں پہلے اسلامی حقوق وراثت کی تعریف کرتے ہیں اور پھر آگے لکھتے ہیں: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا بالکلیہ خاتمہ کر دیا"

(ایضاً)

"ریونڈ جی ایم راڈویل" ایک انتہائی متعصّب عیسائی ہے، مگر اعترافِ حق سے اپنے آپ کو نہ روک سکا کہ قرآن نے خانہ بدوشوں کی دنیا بدل ڈالی، دخترکشی کو ختم کر دیا، اور تعدد ازدواج کو محدود کرکے احسان عظیم کر دیا، چنانچہ اس نے بے اختیار لکھ دیا "قرآنی تعلیمات سے سیدھے سادے خانہ بدوش ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی نے ان پر سحر کر دیا ہو، اولاد کشی ختم کرنا، توہمات کو دور کرنا، بیویوں کی تعداد گھٹا کر ایک حد مقرر کرنا، وغیرہ وہ چیزیں ہیں جو عربوں کے لئے بلاشبہ برکت اور نزول حق تھیں، گو عیسائی ذوق اسے تسلیم نہ کرے"

(فاران ستمبر ۱۹۷۶/ بحوالہ میری آخری کتاب)

www.ahnafmedia.com

دوسرا مرحلہ "ازدواجی زندگی" ہے۔

اس مرحلے میں عورت کو بہت کچھ نرم گرم سہنا پڑتا ہے، بسا اوقات شوہر کی شہوت اس سے پوری نہیں ہو پاتی تو وہ دیگر راہیں ڈھونڈتا ہے، اخلاقی وتہذیب کی حد کو پار کرکے بازاری یا ان جیسی عورتوں سے ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی اجیرن بن کر رہ جاتی ہے، اسلام نے ان ہی خرابیوں اور نقصانات سے بچاؤ کیلیے "تعدد ازدواج" کی اجازت دی ہے، اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے بڑے زور شور سے یہ کہتے ہیں کہ تعدد زوجگی میں عورتوں کا استحصال ہوتا ہے اوران کا حق منقسم ہوکر رہ جاتا ہے اور سوکن کی شکل میں طرح طرح کی ذہنی، جذباتی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پروپیگنڈہ کتنا مبنی بر حقیقت ہے اور تعدد ازدواج میں کیا کیا مصالح مضمر ہیں؟ یہ انسانی فطری طریقہ ہے یا اس سے متصادم؟

اس قسم کے سوالوں کا جواب الحمدللہ بہتوں نے دیا ہے اوراس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ہم تفصیل میں جانا نہیں چاہتے تاہم یہ ضرور کہیں گے کہ اسلام سے پہلے بھی تعدد ازدواج کی رسم رہی ہے اوراس کے بعد بھی جاری ہے بلکہ اسلام نے تو اپنے متبعین کے لئے ایک حد مقرر کی ہے، جبکہ اسلام کے علاوہ میں اس کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

موجودہ زمانہ میں بھی تعدد ازدواج کی شکل پائی جاتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اسلام میں قانوناً اور فطرۃً اور غیروں میں جانوروں کی طرح... یہ گرل فرینڈ کیا ہے؟ کوئی زہر ہلاہل کو قند کہہ دے تو کیا اس کی حقیقت بدل جائے گی اور قند بن جائے گا؟ نہیں! بلکہ مزید دھوکہ دہی اور فریب کا الزام لگے لگا۔

www.ahnafmedia.com

یہی قول مشہور Theosophist نیت بسنت کا ہے موصوفہ اسی پوشیدہ ازدواج پر روشنی ڈالتی ہوئی یورپ کی اخلاقی باختہ حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں: "مغرب میں جھوٹی اور نمائش یک زوجگی ہے بلکہ فی الحقیقت تعدد ازدواج ہے مگر کسی ذمہ داری کے بغیر۔ جب آشنا عورت سے مرد کا دل بھر جاتا ہے تو اسے وہ نکال باہر کرتا ہے اور اس کے بعد وہ کسبی عورت بن جاتی ہے، کیونکہ اس کا "ابتدائی محب" اس کے مستقبل کی ذمہ داری نہیں لیتا اور وہ تعدد ازدواج والے گھر میں محفوظ بیوی اور ماں بننے کے مقابلہ میں سوگنا بدتر ہوتی ہے۔ جب ہم ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو دیکھتے ہیں جو یورپ کے شہروں میں رات کے وقت سڑکوں پر ہجوم لگائے ہوئے چلتی ہیں تو ہمیں یقینا یہ محسوس کرنا پڑتا ہے کہ مغرب کو تعدد ازدواج کے سلسلے میں اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اسلامی تعدد ازدواج کے محاسن وفوائد اور مغربی تعدد ازدواج کی قباحت ونقصان پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید رقم کرتی ہیں۔

"عورت کے لئے یہ کہیں زیادہ بہتر، کہیں زیادہ مسرت انگیز اور کہیں زیادہ عزت بخش ہے کہ وہ (اسلامی) تعدد ازدواج کے سسٹم کے تحت زندگی گزارے، وہ ایک مرد سے متعلق ہو، حلال بچہ اس کی آغوش میں ہو اور وہ عزت کے ساتھ جی رہی ہو، اس کے مقابلے میں (یورپین تعدد ازدواج) کہ اس کی عصمت دری کی جائے وہ سڑکوں پر نکال باہر کردی جائے، بسا اوقات ایک ناجائز بچہ کے ساتھ جو غیر قانونی ہو اس کی کوئی جائے پناہ نہ ہو کوئی اس کی فکر کرنے والا نہ ہو اس کی راتوں پر راتیں اس طرح گزریں کہ وہ کسی بھی راہ گیر کا صید زبوں بننے کو تیار ہو، مادریت کے شرف سے محروم سب کی دھتکاری ہوئی ہو۔

(Marriage commission report بحوالہ تعدد ازدواج: سید حامد علی)

www.ahnafmedia.com

والیٹر: ایک مشہور فرانسیسی مؤرخ ہے، تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے: "میں آپ سے کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور ضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر دیگر اتہامات کے علاوہ عیش پرستی و راحت کوشی کا الزام لگاتے ہیں، یہ سب اتہامات بے جا اور صداقت سے مبرّا ہیں"۔

ڈاکٹر "موسیولیبان" مصنف تمدن عرب رقم طراز ہیں:

مسلمان کی جائز کثرت ازدواج یورپ کے ناجائز کثرت ازدواج سے ہزارہا درجہ بہتر ہے، اسلام پر جس دریدہ ذہنی سے نکتہ چینی کی جاتی ہے اور جس بری صورت میں اسے پیش کیا جاتا ہے وہ فرضی مہیب صورت بھی یورپ کے موجودہ معاشرہ کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی، دراصل یورپین ممالک میں عصمت عنقاء بن گئی ہے۔

(اسلام اور تعدد ازدواج)

تیسرا اہم مرحلہ "شوہر کے بعد کی زندگی":

اسلام سے پہلے ہوتا یہ تھا کہ جب عورت غیر شادی شدہ ہے اس کی کفالت باپ کے ذمہ ہوتی تھی اور شادی کے بعد شوہر کے زیر دست رہتی، باپ سے اسے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ اس لئے ہندوستان وغیرہ میں جہیز کا دور دورہ ہوا کہ والدین سے وراثت تو ملتی نہیں اس لئے جہیز میں جو کچھ دے سکتے ہوں دے دیں اسی طرح شادی کے بعد اتفاق سے شوہر کا انتقال اس عورت سے پہلے ہو جائے تو عورت کو شوہر کی جائداد سے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی تھی۔ جس کا شاخسانہ ستی کی رسم ہے۔ بلکہ تمام مال غیروں کا ہو جاتا جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوتا تھا، مگر اسلام نے آتے ہی اس رسم کا خاتمہ کر دیا جس کی

www.ahnafmedia.com

وجہ سے عورت جیتے جی مردہ بن کر رہ جاتی تھی۔ اور قرآن کریم نے "والذین یتوفون منکم الخ" اورآیت میراث کے ذریعہ اس کا حصہ بیان کرکے اس فتنہ کا سدباب کر دیا۔

اسلام کی انہیں خوبیوں کو سراہتے ہوئے فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی لکھتے ہیں: "اسلام نے عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا ذلت کے بجائے عزت ورفعت سے سرفراز کیا اور کم و بیش ہر میدان میں ترقی سے ہم کنار کیا چنانچہ قرآن کا "وراثت وحقوق نسواں" یورپ کے "قانون وراثت" اور "حقوق نسواں" کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور فطرت نسواں کے زیادہ قریب ہے۔"

(سنت نبوی اور جدید سائنس)

پروفیسر D. S Margoliouth یورپی مصنف ہے جو اسلام اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دشمنی، بہتان تراشی اور اعتراضات والزامات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، مگر ضمیر کی آواز کو دبا نہ سکا چنانچہ وہ عیسائیت ویہودیت پر حقوق نسواں کے تعلق سے تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور مالک جائداد ہو سکتی ہے، یہ مذاہب اس کی اجازت نہیں دیتے کہ عورت بھی مردوں کی طرح معاشی اعتبار سے خوش حال ہوسکے عورتوں کی حقیقی حیثیت ان مذاہب اور ثقافتوں ومعاشروں میں باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرتی تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری دی اور خود اعتمادی کے ساتھ جینے کا حق دیا۔ (ایضاً)

www.ahnafmedia.com

دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر راجندر صاحب نے ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے، یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۵۶/ میں ہندو کوڈ بل سے قبل ہندو عورتوں کا جائداد میں کوئی حصہ نہیں تھا، حالانکہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حق 14 سو سال پہلے دے چکا تھا۔

(The Statement Delhi)

عورت چونکہ گھر کی زینت ہے اس لئے اس زینت کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے کچھ حدود قائم کئے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ ان پابندیوں سے عورت کو کوئی نقصان پہنچا ہو انہیں خیال کا اظہار ہملٹن ان الفاظ میں کرتے ہیں: "اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں، اس نے عورتوں کو ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو عورتوں کو تکلیف پہنچائے اور ان پر دھبہ لگائے۔ اسلام میں پردہ کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ وہ عین حیا اور غیرت و وقار کا تقاضا ہے۔"

سرجان بیگٹ رقم طراز ہے: "واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔"

غیروں کے اعتراف حقیقت کے بعد بلا اختیار قلب وذہن میں "ان الدین عنداللہ الاسلام" دھڑکن بن کر دھڑکنے لگتا ہے اور مشاہدہ کی آنکھوں سے "ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" کی تفسیر دیکھنے کو ملتی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ اعترافِ حق کے ساتھ ساتھ قبولِ حق کے بھی حصہ دار بن جاتے۔ اے کاش!

www.ahnafmedia.com

مفت کی روٹی

اہلیہ مفتی شبیر احمد

وہ فجر کے وقت اٹھی نماز پڑھ کر۔ کچن میں آئی چولہے پر چائے کا پانی چڑھایا۔ پھر بچوں کو جگایا تاکہ وہ اسکول جانے کے لیے تیار ہو سکیں۔ کچن میں آئی چائے بنائی اور اپنے ساس سسر کو دے کر آئی۔ پھر اپنے بچوں کا ناشتہ بنانے لگی بچے تیار ہو کر آئے تو ان کو ناشتہ کرایا۔ بچوں کا لنچ بنایا۔ اتنے میں بچوں کی وین آگئی۔ بچوں کو اسکول کے لیے روانہ کیا۔ میز سے برتن سمیٹے۔ اتنے میں شوہر آفس کے لیے تیار ہونے گئے تو ان کی تمام چیزیں ان کو دی اور جلدی سے کچن میں آکر شوہر کا ناشتہ بنانے لگی۔

ابھی ایک پراٹھا اور انڈا ہی بنا تھا کہ چھوٹی نند کچن میں آئی یہ کہہ کر ناشتہ لے گئی کہ مجھ کو کالج سے دیر ہو رہی ہے۔ ساتھ ہی دیور یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ جلدی جلدی اپنے شوہر اور دیور کا ناشتہ بنایا۔ اور میز پر لگایا۔ اتنے میں نو بج گئے شوہر آفس گئے۔ تو آکر میز سے برتن سمیٹے۔ ساس سسر کے لیے ناشتہ بنایا۔ جب تک ساس سسر نے ناشتہ کیا۔ اس نے کچن سمیٹا اور برتن دھوئے۔ ساس سسر کے ناشتہ کے برتن سمیٹ رہی تھی کہ صفائی کرنے والی ماسی آگئی۔ اس کے ساتھ لگ کر صفائی کرائی۔

جب ماسی کو رخصت کیا تو گیارہ بج گئے تھے۔ اتنے میں گھنٹی بجی اور اس کی شادی شدہ نند بمعہ اپنے دو چھوٹے بچوں کے آگئی۔ جلدی جلدی مہمانوں کی تواضع کے لیے چائے اور اس کے ساتھ کچھ ناشتہ بنایا۔ اتنے میں بارہ بج گئے۔ جلدی سے کچن میں کھانا بنانے گئی تو ساس کی آواز آئی آج کچھ اہتمام کرنا کھانے

www.ahnafmedia.com

میں۔ اس نے کھانا چڑھایا چولہے پر۔اور جلدی جلدی روٹیاں بنانے لگی کیونکہ ایک بج رہا تھا اور اس کے بچے آنے والے تھے۔بچے اسکول سے آئے تو جلدی جلدی ان کو منہ ہاتھ دھلوا کر اور کپڑے بدلوا کر ان کو کھانا کھلایا۔پھر چھوٹی نند بھی کالج سے آگئی اور دیور بھی واپس آگیا۔سب کے لے کھانا لگایا اور جلدی جلدی روٹیاں بنانے لگی۔

جب سب کھا کر اُٹھ چکے تو تین بج چکے تھے اور اس کو ایک دم بھوک کا احساس ہوا۔اس نے میز پر ہاٹ پاٹ میں دیکھا ایک بھی روٹی نہیں بچی تھی۔وہ میز کے برتن اُٹھا کر کچن میں جانے لگی تو اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا۔

اس کے شوہر نے اس کو دیکھتے ہی کہا بڑی بھوک لگی ہے جلدی سے کھانا نکالو۔وہ اپنے شوہر کے لیے جلدی جلدی روٹیاں بنانے لگی۔

جب اس نے اپنے شوہر کے لیے کھانا لگایا تو چار بج رہے تھے۔

اس کے شوہر نے کہا آجاو تم بھی کھانا کھالو اس نے حیرت سے شوہر کی طرف دیکھا۔اس کو خیال آیا کہ صبح سے اس نے کچھ نہیں کھایا۔

وہ اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئی۔اس نے روٹی کا نوالہ منہ میں ڈالا تو اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل گیا۔اس کے شوہر نے پوچھا کہ تم رورہی ہو کیوں؟

اس نے سوچا ان سے کیا کہوں ان کو کیا معلوم سسرال میں کتنی محنت کے بعد یہ روٹی کا نوالہ ملتا ہے جس کو لوگ مفت کی روٹی کہتے ہیں۔

اس نے اپنے شوہر کو جواب دیا کہ کچھ نہیں۔

اس کے شوہر نے کہا عورت بھی کتنی بے وقوف ہوتی ہے بغیر کسی وجہ کے رونے لگتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

مجلس الشیخ:

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ترتیب وعنوانات: مفتی شبیر احمد حنفی

3- فروری 2012ء بروز جمعۃ المبارک حضرت الشیخ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے جامع مسجد 87 جنوبی سرگودھا میں خطاب فرمایا، جس میں ''حقوق اللہ اور حقوق العباد'' کے عنوان پر پُر اثر گفتگو فرمائی۔

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سئیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلاھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ ورسولہ، امابعد ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَقَضٰی رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔

الاسراء:23

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔

عبادت خدا کی، ادب والدین کا:

میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس میں اللہ رب العزت نے بظاہر دو حکم بیان فرمائے ہیں:

وَقَضٰی رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔

www.ahnafmedia.com

نمبر 1: سجدہ خدا کو کرو، نمبر 2: ادب، احسان اور شکریہ اپنے والدین کا کرو۔

اللہ رب العزت نے سجدہ کو اپنی ذات کے لیے مختص فرمایا ہے۔ "وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ" میں عبادت کا ترجمہ میں نے سجدہ کیا ہے جب کہ عبادت کا مفہوم وسیع ہے کہ عبادت میں نماز بھی ہے، روزہ بھی ہے، حج بھی ہے، زکوٰۃ بھی ہے، جہاد بھی ہے، تلاوت بھی ہے، اقرباء و رشتہ داروں، مسلمانوں اور دیگر انسانوں کے حقوق کی ادائیگی بھی ہے۔ لیکن میں نے یہاں عبادت کا ترجمہ سجدہ کیا ہے۔

عبادت کسے کہتے ہیں:

اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت نام ہے خشوع، تواضع، تذلل اور عاجزی کا۔ عبادت کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان احکامِ خداوندی کے سامنے اپنی گردن کو جھکا دے۔ اللہ رب العزت جو بات فرمائیں بندہ اس کو مان لے۔ جسے ہم اپنی زبان میں، آسان لفظوں میں عبادت کہتے ہیں علماء عموماً وہ بعض معمولات جو بندے کو سمجھ نہ آئیں اسے "امر تعبدی" سے تعبیر فرماتے ہیں۔

امر تعبدی کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ یہ وہ حکم ہے جو غلام کو اس کے آقا نے دیا ہے اور غلام اس بات کا پابند نہیں کہ آقا کی بات کو سمجھے، وہ اس بات کا پابند ہے کہ آقا کی بات پر عمل کرے۔ آقا کے ذمے یہ نہیں کہ اپنے غلام کو بات سمجھائے اس کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے غلام کو بات بتائے۔ بات سمجھ میں آئے تو بھی اس کے ذمہ ہے اور سمجھ میں نہ آئے تو بھی اس کے ذمہ ہے۔ اس کا نام ہے "تعبدی"، اور یہ شریعت کا اصول اور ضابطہ ہے کہ شریعت انسان کو عقل کا پابند نہیں کرتی بلکہ اللہ کے احکام کا پابند کرتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

عقل پرستی کا فتنہ:

آج کے دور میں جہاں اور فتنے ہیں ان میں ایک بہت بڑا فتنہ عقل پرستی کا ہے، اسی طرح بہت بڑا فتنہ مادہ پرستی کا ہے لیکن عقل پرستی کا فتنہ مادہ پرستی کے فتنے سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ عقل پرستی کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ بات سمجھاؤ کہ یہ شریعت کا حکم کیوں ہے؟ حالانکہ سمجھ میں آئے تو بھی عمل کرنا ہے، اگر سمجھ میں نہ آئے تو بھی عمل کرنا ہے۔ میں اس کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں، آج کے دور میں بہت سارے احباب وہ ہیں جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں، خود کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں لیکن شریعت کے بعض واضح احکام پر عمل نہیں کرتے، ان احکام کو بجالاتے ہوئے جھجک اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً مردوں کے لیے شلوار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنا؛ یہ واجب ہے اور شلوار کو ٹخنوں نیچے کرنا؛ یہ حرام ہے، دو شرطوں کے ساتھ؛ نمبر 1: نازلاً ہو، نمبر 2: قائماً

نازلاً کا معنیٰ یہ ہے کہ مرد نے جو کپڑا پہنا ہو وہ اوپر سے نیچے آئے، چنانچہ آدمی جراب پہنتا ہے تو یہ اوپر سے نیچے نہیں ہے بلکہ نیچے سے اوپر جاتی ہے اس لیے اسے نازلاً نہیں کہیں گے۔ ہاں وہ کپڑا جو آدمی پہنے اور اوپر سے نیچے آئے اس کو کہتے ہیں نازلاً۔ قائماً کہ آدمی کھڑا ہو، تو ایسے کپڑے کا ٹخنے سے نیچے کرنا حرام ہے۔ جراب پہنی ہو تو چونکہ یہ نیچے سے اوپر جاتی ہے اس لیے اگر یہ ٹخنے کو ڈھانپ لے تو یہ حرام نہیں ہے، اسی طرح آدمی بیٹھا ہو یا لیٹا ہو اور شلوار آدمی کے ٹخنے کو ڈھانپ لے تو یہ بھی حرام نہیں ہے، تو شلوار کا ٹخنوں سے نیچے کرنا مرد کے لیے حرام اور ناجائز ہے۔ دوران نماز پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوں تو ایسی نماز واجب الاعادہ ہے، واجب الاعادہ کا معنیٰ کہ اس نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ: ج5 ص145، فتاویٰ محمودیہ: ج6 ص654]

www.ahnafmedia.com

یہ بہت بڑا گناہ ہے، ہم عموماً خیال نہیں کرتے، اللہ رب العزت حفاظت فرمائے کہ آج کے دور میں ایک بالکل الٹا نظام چلا ہے کہ مردوں کی شلواریں ٹخنوں سے نیچے ہیں اور عورتوں کی شلواریں ٹخنوں سے اوپر ہیں، اور شاید آپ کے علم میں ہو گا کہ یہ جو بازار سے ٹیلر سے عورتیں کپڑے سلواتیں ہیں اور شلوار ٹخنوں سے اوپر سلواتی ہیں تو اس ڈیزائن اور فیشن کا نام ہی ان کے ہاں "ملاں فیشن" پڑ گیا ہے کہ مولویوں والا ڈیزائن مجھے بنا کے دو۔ اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے۔ تو مرد کے ذمے ہے کہ شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں اور عورتوں کے ذمے ہے کہ ٹخنوں کو شلوار سے ڈھانپ کے رکھیں۔

یہ میرے نبی کا حکم ہے:

عام دیہاتی اور ان پڑھ آدمی کو بات سمجھاؤ اسے بات سمجھ آتی ہے، اسے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ۔

صحیح البخاری: رقم الحدیث 5787، عن ابی ہریرۃ

کہ شلوار کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے ہو (اور ٹخنوں کو ڈھانپ لے) تو اتنا حصہ جہنم میں جائے گا۔

اس کا معنٰی یہ نہیں کہ باقی حصہ جنت میں جائے گا۔ نہیں بلکہ پورا جسم جہنم میں جائے گا۔ ٹخنوں سے نیچے والے حصے کو ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ جہنم میں جانے کا سبب وہ حصہ بنے گا جو ٹخنوں سے نیچے اور ڈھکا ہوا ہے۔ جیسے آدمی اگر نا محرم عورت کو دیکھے تو اس کی آنکھ جہنم میں جائے گی، اس کا معنٰی یہ نہیں کہ صرف آنکھ جہنم میں جائے گی، جہنم میں پورا جسم جائے گا اور جانے کا سبب آدمی کی آنکھ بنے گی۔ اگر کوئی انسان کان سے گانا سنے، اس کا معنٰی یہ نہیں

www.ahnafmedia.com

کہ کان جہنم میں جائے گا، اس کا معنیٰ ہے کہ جہنم میں سارا بدن جائے گا لیکن جہنم میں جانے کا سبب انسان کا یہ کان بنے گا۔ اگر کوئی انسان اپنی زبان سے گالی دے، غیبت کرے، بہتان لگائے، چغلیاں کرے تو یہ آدمی جہنم میں جائے گا، صرف زبان نہیں پورا جسم جائے گا، لیکن جہنم میں جانے کا سبب زبان بنے گی۔

عجیب روشن خیالی:

خیر میں بات سمجھا رہا تھا کہ عام آدمی کو اتنی بات سمجھا دینا کافی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ امیروں کی دنیا میں جو خود کو ماڈرن، ترقی پسند اور تعلیم یافتہ حضرات کہتے ہیں ان کے ذہن میں آتا ہے کہ نہیں، یہ حکم اس دور کا ہے جب سنگ مرمر نہیں تھا، جب کارپٹ نہیں تھے اور جب ائیر کنڈیشن کمرے نہیں تھے، یہ اس دور کی بات ہے کیونکہ باہر مٹی ہوتی تھی، گرد وغبار ہوتا تھا تو تہبند اور شلوار ٹخنوں سے نیچے جاتی تو اس سے آدمی کے جسم کے اوپر اس گرد وغبار کی وجہ سے جراثیم آتے تھے جس سے بیماری آتی ہے۔ اب چونکہ یہ ماحول نہیں لہٰذا اب یہ جائز ہے۔ حالانکہ غور کرنے کی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ جراثیم بیان نہیں فرمائی بلکہ یہ تو امر تعبدی ہے، لہٰذا ہماری عقل میں آئے تو بھی ماننا ہے، نہ آئے تو بھی ماننا ہے۔ کیونکہ ہم نے کلمہ عقل نہیں پڑھا، ہم نے کلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے۔

نماز؛ کمال عاجزی کا مظہر:

تو بات یہاں سے چلی تھی کہ میں سمجھا رہا تھا کہ عبادت نام ہے عاجزی تواضع، انکساری کا۔ آدمی جتنی بھی شریعت کی عبادات ادا کرتا ہے اس میں سب سے زیادہ عاجزی انسان کی نماز میں ہے۔ زکوٰۃ میں عاجزی موجود ہے، اس لیے

www.ahnafmedia.com

کہ اگر عاجزی نہ ہوتی تو رب کے ڈر سے زکوٰۃ کیوں دیتا؟ عاجزی ضرور ہے لیکن اس میں غریب کو دولت دیتا ہے تو آدمی کے ذہن میں آسکتا ہے کہ میں نے اس کو پیسے دیے ہیں۔ حج کرنا اگرچہ عاجزی ہے، اگر عاجزی نہ ہوتی تو سوٹڈ بوٹڈ آدمی اپنے لباس کو چھوڑ کے محض دو چادروں میں سر ننگا کر کے کبھی بیت اللہ کا چکر نہ لگاتا اور دیوانہ وار وہاں نہ گھومتا، تو اس میں بھی عاجزی ضرور ہے لیکن اس میں بھی ذہن میں آسکتا ہے کہ اس کے پاس دولت تھی، پیسہ تھا، دیکھو اتنا لمبا سفر کر کے آیا ہے۔ تو دین کے جتنے معاملات آپ کے سامنے ہیں ان کو اسی طرح سمجھیں لیکن جو عاجزی اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکھی ہے یہ دیگر عبادات میں نہیں، جتنا خشوع نماز کے اندر ہے اتنا خشوع دیگر عبادات میں نہیں۔

عاجزی کی انتہاء:

اس کو صرف سمجھانے کے لیے ایک مثال دیتا ہوں تاکہ بات سمجھ میں آئے کہ نماز میں عاجزی کتنی ہے؟ دنیا میں عاجزی کے مختلف پہلو اور درجات ہیں۔ مثلاً اگر کسی بندے کو عاجز کرنا ہو، کسی کو اپنے ماتحت اور تابع بنانا ہو تو عموماً جملہ استعمال ہوتا ہے: ہینڈ زاپ [Hands up] کہ ہاتھ کھڑے کرو، تسلیم ہو جاؤ، گرفتاری پیش کرو۔ تو آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو اس میں سب سے پہلے ہینڈز اپ کرتا ہے۔

ہینڈز اپ کا معنیٰ کہ اِس نے خود کو خدا کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد دنیا میں کسی کو ہلکی سی سزا دیتے ہو تو کہتے ہو: کھڑے ہو جاؤ، کان پکڑو۔ اب دیکھو یہ بندہ اللہ کے سامنے ہینڈز اپ بھی کر رہا ہے، کھڑا بھی ہو گیا اور کانوں کو ہاتھ بھی لگا دیے۔ پھر کبھی عموماً مجرم کو بڑے کے سامنے پیش کریں تو اس کے ہاتھ

www.ahnafmedia.com

باندھے ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہاتھ باندھ دو۔ یہ بندہ بھی ہاتھ باندھ کر رب کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہے۔ دنیا میں آدمی نے کسی کو مزید ذلیل کرنا ہو تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو میں نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اونے میڈے سامنے گوڈے ٹیک ڈتے نیں [اس نے میرے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں]، بندہ نماز میں کھڑا تھا اور اب گھٹنے بھی ٹیک دیے، اب رکوع میں ہے۔

تو اللہ رب العزت بندے سے خوش ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے تیری اس عاجزی کو قبول کیا ہے، اب کھڑے ہو کر اعلان کر دے تو پھر آدمی کھڑے ہو کر اعلان کرتا ہے: "سمع اللہ لمن حمدہ"۔ اس کا لفظی ترجمہ مراد نہیں کہ اللہ نے سن لیا اس کو جس نے اس کی حمد کی ہے، بلکہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ نے قبول کر لیا اس بندے کی بات کو جس نے اس کی تعریف کی ہے۔ جس طرح ہماری زبان میں سننے کا معنٰی "قبول کرنا" ہوتا ہے، عربی زبان میں بھی سننے کا معنٰی کا قبول کرنا ہوتا ہے۔ تو گویا آدمی اپنی زبان سے کہتا ہے کہ اے اللہ! میں نے جو حمد بیان کی ہے، تو نے قبول کی ہے۔ پھر بندہ خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ میں نالائق تھا، آپ نے کرم کیا، میں نجاست کا لوتھڑا تھا، خدا نے مجھے پاک فرمایا۔ ہم اب مسجد میں ہیں، ہمارے معدے میں دیکھو، ہمارے مثانے میں دیکھو، اپنے پیٹ میں دیکھو کتنی غلاظت بھری پڑی ہے، لیکن وضو کیا، اللہ نے فرمایا ہم نے تمہیں پاک کر دیا۔ گناہوں سے آلودہ ہو کر مسجد میں آیا اور صرف دل ہی دل میں کہا: اللہ میں نے جرم کیا تھا، معاف کر دے، آئندہ نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے جاؤ ہم نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ تو وضو کیا ظاہری بدن بھی پاک ہے، اسی انسان نے اپنے دل میں خود کہہ دیا کہ میں آئندہ گناہ

www.ahnafmedia.com

نہیں کروں گا تو آدمی باطنی، روحانی، معنوی طور پر بھی پاک ہو جائے گا۔ اب بندہ سجدہ کر کے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے: "سبحان ربی الاعلیٰ"، "سبحان ربی الاعلیٰ"، "سبحان ربی الاعلیٰ" کہ میرا رب! تو بہت پاک ہے۔

میرا رب پاک ہے:

میں اس پر ایک نکتہ عرض کیا کرتا ہوں کہ دیکھو بندہ جب نماز میں ہے تو "سبحان ربی الاعلیٰ" کہتا ہے، "سبحان ربی العظیم" کہتا ہے کہ اے میرے رب تو پاک ہے لیکن بندہ نماز سے باہر "سبحان ربی الاعلیٰ" نہیں کہتا، "سبحان ربی العظیم" نہیں کہتا، بلکہ "سبحان اللہ" کہتا ہے کہ اللہ پاک ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ کہ نماز میں بندہ کہتا ہے "میرا رب پاک ہے" اور نماز سے باہر کہتا ہے کہ "اللہ پاک ہے"، یہ نہیں کہتا کہ میرا اللہ پاک ہے۔ اس بات کو یوں سمجھیں کہ جب آپ یہاں سے نکلیں تو ایک بہت اچھی کوٹھی پر آپ کی نظر پڑی ہے، یا بہت اچھا خوبصوت مکان دیکھا ہے، یا باہر قیمتی گاڑی دیکھی، تو انہیں دیکھ کر بندہ کہتا ہے: سبحان اللہ کتنی اچھی گاڑی ہے، یہ نہیں کہتا کہ سبحان ربی العظیم کتنی اچھی کوٹھی ہے، سبحان ربی الاعلیٰ کتنی اچھی گاڑی ہے۔ کیوں؟ جب اس نے مکان دیکھا تو کہا سبحان اللہ، اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہ گاڑی مجھے چاہیے، یہ مکان مجھے چاہیے۔

لیکن جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو کہتا ہے: "سبحان ربی الاعلیٰ" کیونکہ یہ گناہوں میں آلودہ تھا، مسجد میں آیا اور نماز میں آیا خود کو پاک کرنے کے لیے، اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز لینی ہو تو پھر آدمی مال والے کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے۔ میں اس کو سمجھانے کے لیے کہتا ہوں کہ مثلاً ایک غریب آدمی ہے وہ

www.ahnafmedia.com

کسی بڑے کے پاس جائے، وہاں جا کر دیکھے کہ اس کے پاس ہزاروں من گندم پڑی ہے اور یہ غریب گندم لینا چاہتا ہو تو وہاں یہ نہیں کہتا کہ آپ کے پاس گندم بہت ہے، بلکہ یہ جملہ یوں کہتا ہے: ہمارے سرداروں کے پاس بہت گندم ہے، ہمارے سرداروں کے پاس اس دفعہ فلاں چیز بہت ہوئی ہے۔ کیوں؟ کہ اس نے گندم لینی ہے تو کہتا ہے کہ ہمارے سردار کی بہت چیزیں ہیں، ہمارے فلاں کی بڑی چیزیں ہیں۔ اس طرح جب بندہ گیا نماز میں پاک ہونے کے لیے تو کہتا ہے: "سبحان ربی الاعلیٰ" کہ میرا اللہ پاک ہے، کیونکہ اس نے پاکیزگی لینی تھی اس لیے "سبحان ربی الاعلیٰ" کہتا ہے۔

جھکا دی ہم نے جبین نیاز:

تو سجدہ میں گر کر کہتا ہے "سبحان ربی الاعلیٰ"، اپنی ناک کو بھی زمین پر رکھا ہے، اپنی پیشانی کو بھی زمین پر رکھا ہے اور پھر اللہ کی پاکی کا اعلان کرتا ہے۔ کھڑا ہوا تو یہ بھی عاجزی ہے، ہاتھ باندھے یہ بھی عاجزی ہے، رکوع میں چلا گیا یہ بھی عاجزی ہے، لیکن عاجزی کا سب سے آخری درجہ کون سا ہے؟ کہتے ہیں کہ میں فلاں بندے کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہماری زبان میں کہتے ہیں: میں تے اس دے نک دیاں لکیراں کڈھا دتیاں نیں [میں نے اس کا ناک رگڑوا دیا ہے] یہ آخری درجہ تھا کہ بندہ اپنے ناک کو زمین پہ رگڑ کر کہتا ہے: "سبحان ربی الاعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ" اس کے اوپر تو کوئی مقام ہی نہیں ہے، اس سے زیادہ عاجزی کیا کرتا؟ ہاتھ کھڑے کر دیے، کانوں کو ہاتھ لگا دیا، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا، گھٹنے ٹیک دیے ہیں، اللہ میں نے پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھ دیا ہے، اللہ اب تو مجھے پاک فرما دے، اللہ اب

www.ahnafmedia.com

تو مجھے پاک فرمادے، اللہ جب اس کی پاکی کا اعلان کرتے ہیں تو یہ دل میں سوچتا ہے کہ اے کاش! زمین پھٹتی اور میں نیچے جاتا اور نیچے جا کے پھر کہتا: "سبحان ربی الاعلیٰ"، ادھر سے جواب ملتا ہے کہ اور نیچے تو نہیں جا سکتا، تو نے ایک رکعت میں قیام ایک کیا ہے، رکوع ایک کیا ہے، سجدے دو کیے ہیں یہ دوسرا سجد کیوں کیا ہے؟ کہ بندے کے دل میں تھا کہ میں اور نیچے جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو اور نیچے تو نہیں جا سکتا چلو ایک اور سجدہ کر لے ایک دفعہ اور چلا جا۔

دوسرا سجدہ کرنا گویا ایسا ہے کہ بندہ جو اور نیچے جانا چاہتا ہے اس کی تمنا کو خدا نے پورا فرمایا ہے۔ تو سب سے اعلیٰ درجہ عبادت کا وہ خدا کے سامنے اپنی پیشانی کو ٹیک کر سجدہ کرنا ہے۔ تو دیکھیں کہ اس مسجد میں بہت سے شرعی اعمال ہوتے ہیں، اس میں نماز بھی ہے، اس میں تلاوت بھی ہے، اس میں اذان بھی ہے اقامت بھی ہے، جمعہ بھی ہے، بچوں کو پڑھانے کا عمل بھی ہے، تبلیغی جماعت کا گشت بھی ہے اور بہت سے عمل ہوتے ہیں لیکن اس کو کیا کہتے ہیں: "مسجد" مسجد کا معنیٰ کیا ہے کہ اس میں خدا کے سامنے اپنی پیشانی اور ناک کو ٹیک کر سجدہ کرنے والی اہم عبادت کی جاتی ہے۔ چونکہ تمام عبادات میں سے اعلیٰ سجدہ ہے، اس لیے اس جگہ کی نسبت ہی سجدہ کی طرف کر کے فرماتے ہیں: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ۔

[سورۃ الجن:18]

میں صرف یہ سمجھا رہا تھا کہ عبادت میں جو عاجزی، انکساری مطلوب ہے اس کا آخری درجہ سجدہ کرنا ہے، تو خدا نے جو حکم دیا ہے: ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ اس کا مطلب یہی ہے کہ سجدہ صرف خدا کی ذات کو کرنا ہے، خدا کے علاوہ کائنات میں کسی کو سجدہ کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

www.ahnafmedia.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخواست پیش کی۔ وہ درخواست کیا تھی؟ عرض کیا: یارسول اللہ! ہم مقام حیرہ [عجم] میں گئے تھے، ہم نے وہاں ماحول یہ دیکھا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنے بڑے کو سجدہ کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! ہماری نظر میں آپ زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ اگر تم میری قبر کے پاس گزرو تو کیا میری قبر کو سجدہ کروگے؟ صحابی نے عرض کی: نہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب جملہ ارشاد فرمایا: (اے میرے صحابہ یہ بات میری کان کھول کو سن لو کہ) ایسا ہرگز نہ کرنا (کیونکہ اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں۔) خدا کی ذات کے علاوہ اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (وہ اگر اس کو سجدہ نہیں کر سکتی تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔)

سنن ابی داؤد: باب فی حق الزوج علی المرأۃ

نذر و نیاز اللہ کے واسطے:

"وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" فرمایا کہ سجدہ ایک خدا کی ذات کو کرنا ہے، خدا کی ذات کی علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ سجدہ کا معنیٰ ہرگز یہ نہیں ہے کہ بندہ سجدہ تو اللہ کے علاوہ کسی کو نہ کرے لیکن کسی اور کے نام کی نذر مانے، کسی اور کے نام کی نیاز مانے، کسی اور کے نام کی منتیں مانے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام کی منت، نیاز اور نذر ماننا بھی حرام

www.ahnafmedia.com

ہے۔ آج بہت سارے لوگ اپنی جہالت اور بے علمی کی وجہ سے جملہ کہتے ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے گھروں کے باہر بھیک اور چندے مانگنے آتے ہیں اتنا غلط جملہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ایمان بھی تباہ کرتے ہیں، نظریہ بھی کھوکھلا کرتے ہیں اور ہم سے بھیک بھی لے کر چلے جاتے ہیں۔ نعرہ لگاتے ہیں: "نذرِ اَللہ، نیازِ حسین" یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ جس طرح نذر اللہ کے نام کی ہے اس طرح نیاز بھی اللہ کے نام کی ہے، اللہ کے نام کے علاوہ اگر نذر حرام ہے تو اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام کی نیاز بھی حرام ہے، ایسے بندے کو چندے کا ایک دانہ دینا بھی حرام ہے، اگر اسے کچھ دیا تو قیامت کے دن اللہ پوچھے گا کہ غلط عقیدے کی تبلیغ کرنے والے کو آپ نے چندہ اور فنڈ کیوں دیا؟

والدین کا ادب:

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔

اللہ پاک نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف اللہ کی کرنی ہے اور ادب والدین کا کرنا ہے۔ یہ بات سمجھیں لیں اللہ کی عبادت اس لیے ہے کہ اللہ ہمارے خالق ہیں اور والدین کا ادب اس لیے ہ وہ ہمارے ماں اور باپ ہیں، اللہ کے حکم سے ہمیں وجود ملا ہے اور والدین کی وجہ سے وجود ملا ہے۔ تو اللہ ہمارے خالق ہے اور والدین ہمارے وجود کا سبب ہیں۔ سجدہ خدا کی ذات کو کریں اور ادب واحترام دنیا میں سب سے زیادہ اپنے والدین کا کریں۔ اللہ رب العزت کی ذات ہر حال میں خالق ہوتی ہے، اللہ صحت دے تب بھی خالق ہے، بیماری دے تب بھی خالق ہے، اللہ کی ذات اگر بندے کو دولت دے دے تب بھی خالق ہے، اللہ فقر دے دے تب بھی اللہ کی ذات خالق ہے، ہر حال میں سجدہ اللہ کی ذات

www.ahnafmedia.com

کو کرنا ہے، کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو سجدہ مت چھوڑیں۔

.....اور کس در پہ جاؤں؟

ہماری کتب میں مستقل ایک واقعہ درج ہے، کہتے ہیں کہ ایک آدمی نیک تھے، بزرگ تھے، ہر سال وہ حج کے لیے جاتے۔ ایک مرتبہ، دو مرتبہ، تین مرتبہ اور کئی سال تک حج کے لیے جاتے رہے اور ہر سال ان کو یہی آواز ملتی کہ تمہارا حج قبول نہیں ہے، یہ اگلے سال پھر چلے جاتے، آواز آتی کہ تمہارا حج قبول نہیں ہے، آئندہ سال پھر جاتے آواز آتی کہ تمہارا حج قبول نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب تمہاری ہر سال آواز آتی ہے کہ حج قبول نہیں تو آپ آنا چھوڑ دیں۔ اس نے کہا کہ اگر یہاں آنا چھوڑ دوں تو پھر اس کے علاوہ کس در پہ جاؤں؟ اسی در پہ آنا ہے آج قبول نہیں ہے تو کل قبول ہو گا۔ کہتے ہیں کہ غالباً انہوں نے 70 حج کیے، ہر سال یہی آواز آتی کہ تمہارا حج قبول نہیں ہے۔ اگلے سال جب حج کیا تو اس وقت غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تمہارے سارے حج قبول کر لیے اور اس حج کی وجہ سے جتنے لوگوں نے حج کیا ہے ان کے بھی قبول کرتے ہیں۔

اللہ سے لو لگائے رہیے:

کسی حال میں انسان خدا کو چھوڑے مت، ہم لوگ جلد باز ہیں، بڑی جلدی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ اولاد نہیں ملی تو ایک لٹ رکھی ہے کہ میں نے فلاں دربار پہ کٹوانی ہے، کبھی اولاد نہیں ملی تو جب پوچھا جاتا ہے: کہاں جا رہے ہو؟ میں فلاں دربار پہ جا رہا ہوں، میں نے منت مانی ہے۔ بتاؤ! مسجد سے زیادہ کوئی مقدس جگہ ہو سکتی ہے؟ نماز سے بڑی کوئی عبادت ہو سکتی ہے؟ آپ منت مانیں کہ اے اللہ! میرا فلاں کام کر دے تو آئندہ مسجد کابل میں ادا

www.ahnafmedia.com

کروں گا، اور مسجد میں روشنی کرنا کوئی چھوٹا کام نہیں ہے۔ مسجد کو روشن کرنا بہت بڑا کام ہے اور میں بعض دفعہ سفر کرتا ہوں تو بعض مسجدوں میں بہت خوبصورت چیزیں لگی ہوتی ہیں، جی! یہ کہاں سے لائے ؟ فلاں بندے نے ہمیں دی تھی، ہم نے کہا کہ مسجد سے بہتر اس کا کوئی محل نہیں ہے۔ عرب میں جائیں- میں نے کئی بار دیکھا کہ عرب میں لوگ قیمتی خوشبو لے کر کھڑے ہوتے ہیں اور اس کا دھواں ایسے پھینک رہے ہیں کہ مسجد میں جانے والا ہر بندہ اسکی خوشبو لے کر جائے، خوشبو لے کر لوگ کھڑے ہیں کہ مسجد میں جانے والے ہر بندے کو خوشبو لگاؤ، تو اللہ توفیق عطاء فرمائے تو منت مانو کہ اس مرتبہ مسجد کا بل میں ادا کروں گا، فلاں چیز میں ادا کروں گا۔ تو سجدہ اور عبادت کس کی کریں گے ؟ صرف اللہ کی، اور ادب کس کا ہے؟ والدین کا۔ استاد کا ادب الگ ہے، رشتہ داروں کا ادب الگ ہے، بڑوں کا ادب الگ ہے لیکن خصوصی طور پہ اللہ تعالیٰ نے ماں اور باپ کا ذکر فرمایا کہ ان کا ادب ضرور کرنا ہے۔

مزید پانچ حقوق:

ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے پانچ حقوق اور بیان فرمائے ہیں، وہ پانچ ذکر کرکے بات کو ختم کرتا ہوں:

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا O وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا O

پہلی بات کہ ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ﴾ والدین کو اف بھی نہ کہنا۔ والدین کو اف نہ کہنے کا مطلب ہے کہ اگر دنیوی معاملات میں ماں اور باپ کی

www.ahnafmedia.com

وجہ سے کبھی نقصان ہو جائے تو انہیں یہ نہ کہنا کہ اے ابا! اگر آپ میری بات مانتے تو یہ نہیں ہوتا، اپنے والد کو اتنا جملہ بھی نہ کہو، اللہ اتنا جملہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ تم اپنے والدین کو اف کہو۔

آگے فرمایا: ﴿وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ اپنے والدین کو ڈانٹنا بھی مت، ان کو جھڑکنا مت۔ ایسا کبھی نہ کرنا۔ ﴿وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ والدین سے بات بڑی نرمی سے کیا کرو۔ ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ اپنے والدین کے سامنے اپنے بازوں کو جھکا دو، بازوؤں کو پھیلا دو، ان کے ساتھ کبھی بھی بحث و تمحیص مت کرو بلکہ والدین کی بات مانو۔ ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ اللہ تعالیٰ نے کیسی تعلیم دی ہے، فرمایا کہ تم نے بات بھی نرم کہنی ہے، ڈانٹنا بھی نہیں ہے، اف بھی نہیں کہنا، والدین کا ادب بھی کرنا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کا ادب عمل سے بھی کرو اور ساتھ ساتھ اپنے امی اور ابو کے لیے دعائیں بھی مانگو۔ فرمایا: ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ یوں دعا کیا کرو کہ اے اللہ! جب میں چھوٹا تھا تو اس وقت انہوں نے میری تربیت کی ہے، اب یہ بوڑھے ہوگئے ہیں میرے اللہ ان کا اب تو خیال فرمانا، میرا انہوں نے خیال کیا تھا ان کا تو خیال کرنا۔

بیٹا! یہ کوا ہے:

ہمارے شیخ عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ نے ایک واقعہ بہت عجیب سنایا، فرمایا کہ ایک ہندو مالدار تھا اور اس کی دکان تھی، بعض لوگ مستقبل کو ذہن میں رکھ کر کام کرتے ہیں تو ہندو نے بھی ایسا کیا کہ اس کا ایک چھوٹا بیٹا تھا، بچے نے پوچھا: ابا جی! یہ کیا ہے؟ ہندو نے جواب

www.ahnafmedia.com

دیا: یہ کوا ہے، پھر اس نے پوچھا: ابا جی! یہ کیا ہے؟ کہا: بیٹا! یہ کوا ہے۔ ہندو نے اپنے منشی سے کہا لکھتے جاؤ۔ اس نے پھر سوال کیا، باپ نے جواب دیا، تقریباً سو مرتبہ بچے نے پوچھا۔ ہندو نے منشی سے کہا: یہ جتنے بار پوچھے تو لکھتے بھی جانا اور بتاتے بھی جانا۔ اس نے تو مستقبل کی منصوبہ بندی کی تھی۔ جب ایک وقت آیا تو باپ نے کہا: بیٹا! اس چیز کا بھاؤ بازار سے پوچھنا کتنا ہے؟ اس نے پوچھ کر بتایا، کچھ دیر بعد پھر کہا: اس کا بھاؤ پوچھنا کتنا ہے؟ اس نے پوچھ کر بتا دیا۔ تیسری بار کہا: بیٹا! اس کا بھاؤ پوچھنا کتنا ہے؟ تو وہ لڑکا تنگ آکر کہنے لگا: ابا جی! دو مرتبہ تو بتا دیا اور کتنے بار بتاؤں؟! اس ہندو نے اپنے منشی سے کہا کہ وہ رجسٹر لاؤ ذرا، وہ رجسٹر لایا، تو ہندو نے اپنے بیٹے سے کہا: اس میں دیکھو اور اس کو پڑھو، اس نے دیکھا اور اس کو پڑھا۔ اس میں لکھا تھا: "یہ کیا ہے؟ یہ کوا ہے، یہ کیا ہے؟ یہ کوا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ کوا ہے۔" اس میں بار بار یہ لکھا تھا۔

اس نے کہا: بیٹا! تو نے سو بار پوچھا تھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا تھا کہ یہ کوا ہے، اور تو تیسری مرتبہ ہی تنگ آگیا ہے، تو نے بچپن میں سو بار سوال کیا تھا، میں بتاتا رہا، اب میں نے تین بار پوچھا تو تو تنگ آگیا ہے۔ بتاؤ ایسے ہوتا ہے کہ نہیں؟ جن کی اولاد نہیں نا ان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی، جن کی اولاد ہے ان سے پوچھو کہ ماں پوری پوری رات جاگتی ہے، تھوڑی دیر سوئی، بچہ رو پڑا تو جاگ اٹھی، پھر سوئی، بچہ رو پڑا، پھر جاگی، مطلب ہے کہ ماں پوری پوری رات جاگتی ہے۔ بتاؤ یہ ماں اور باپ جب بوڑھے ہو جائیں اور ان کے لیے دو راتیں جاگنا پڑے تو کون سی قیامت آجاتی ہے۔

اللہ ہم سب کو اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور والدین کا ادب کرنے کی توفیق عطائے فرمائے (آمین)

www.ahnafmedia.com

آخری قیمت

فاطمۃ الزہراء، نور پور تھل

آج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وہ کھیل کھیلوں گا جو کسی کے ساتھ نہ کھیلا ہو گا۔ امیہ بن خلف نے ایک وحشیانہ قہقہہ کی گرج کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہا۔ وہی امیہ جس کے غلام حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے جس نے شروع میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دعویٰ ایمان کو ریت کا محل اور بچوں کا کھیل سمجھ رکھا تھا، جس نے ایک غلام کے نغمۂ توحید کو کچلنے کے لیے بدترین ظلم و ستم کیے۔

اسے جانتے ہو، امیہ بن خلف کی دونوں آنکھوں میں وحشت و عیاری کی چمک کوندنے لگی۔

تم جانتے ہو بلال میرا غلام ہے اور غلام کی حیثیت ہوتی ہی کیا ہے پھر جب وہ احد، احد کی رٹ لگانا شروع کر دے تو میرے لیے تو سیاہ گوشت کا نفرت انگیز ڈھیر بن کر رہ جاتا ہے۔

میں نے کہا تھا میری پہلی ہی جھڑکی میں اس کے نئے دین کا بھوت اتر جائے گا مگر نہیں اترا پھر میں نے کون سا ظلم اس پر نہیں کیا۔ آتشیں رت پر تنور میں ڈال کر اس کے دین کا بھوت بھسم کر دینا چاہا، پھر اس کے سینے پر بھاری پتھر رکھ کر دیکھا مگر وہ اپنے مذہب سے ہٹ نہ سکا۔

اف محمد کا یہ جادو!! اسے اتارنا میرے بس کی بات نہیں۔

مگر تم تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کھیل کھیلنے کی بات کر رہے ہو، لوگوں نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

www.ahnafmedia.com

ہاں! امیہ بن خلف غرایا، ہاں یہ کھیل ہے جو تم دیکھ لو گے، کیا یہ بات دلچسپ نہیں کہ ابو بکر کو اس سیاہ فام سے محبت ہو رہی ہے، امیہ بن خلف کا ایک اور وحشت ناک قہقہہ بلند ہوا۔

وہ کہتا ہے کہ یہ وحشی غلام میرا بھائی ہے، وہ میرے ظلم و ستم سے آزاد کرانے کے لیے ہر قیمت ادا کرنے پر تیار ہے۔

تو اس میں کھیل کی کیا بات ہے، لوگوں نے پھر چھیڑا۔

کھیل.....امیہ بن خلف غصے سے بولا۔

سیاہ فام کا مول تول کیا کوئی کھیل نہیں، میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ابو بکر بے کار چیز کی کتنی بڑی قیمت چکانے کی ہمت رکھتے ہیں، میں اس غلام کی قیمت اتنی بتاؤں گا کہ بہ بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے یا پھر اس بے کار چیز کے بدلے مجھے وہ چمکتی دمکتی چیز ہاتھ آئے گی۔

الذھب الذھب سونا، سونا۔

کیا عجیب کھیل ہے جس میں ابو بکر کی ہار یقینی اور میری جیت.... ہاہاہا.....ہاہاہا۔ لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

اچھا تو یہ بات ہے، بلال کی سخت جانی کے بعد اب ابو بکر کی ہمدردی کو آزماؤ گے۔

ہاہاہا.... ہاہاہا... امیہ بن خلف کا قہقہہ کسی بدروح کی بے ہنگم چیخ و پکار کے انداز میں گرجتا رہا۔

گرم گرم ریت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھونا جا رہا تھا۔ پتھروں کے اوپر گھسیٹا جا رہا تھا، کوڑے پڑ رہے تھے۔

www.ahnafmedia.com

اَحد.... اَحد! حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی کراہ تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی تو تیزی سے جھپٹے، جیسے بلال رضی اللہ عنہ کی مظلومیت کی تمام ٹیسیں.... تمام درد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قلب میں اتر آیا ہو، وہ سچ مچ تڑپ اٹھے۔

اس غریب کے سلسلے میں تجھے خدا کا ڈر نہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی حالت زار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس تمام دکھ کی ذمہ داری تم لوگوں پر ہے۔ امیہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ تم نے ہی اس کو بگاڑا اور پھر اس حالت زار تک پہنچنے پر مجبور کیا ہے۔ بتاؤ اسے خریدتے ہو؟ بولو!

ہاں! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں ہر قیمت پر تیار ہوں۔

کیا قیمت دو گے؟ امیہ نے عجیب نظروں سے دیکھا۔

قسطاس، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چھوٹتے ہی اپنے غلام کا نام پیش کیا۔ میرے مضبوط و قوی غلام؛ قسطاس کے بدلے جس کے کفر سے میں بیزار ہوں اور تم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایمان سے بیزار ہو۔ مجھے بلال رضی اللہ عنہ سے محبت ہے تمہیں قسطاس سے محبت ہونی چاہیے۔

ایک غلام سے محبت کرنے کی بات سنتے ہی امیہ بن خلف نے منہ بنایا، کچھ سوچا اور فوراً بولا۔

منظور ہے، لیکن فوراً ہی قہقہہ مارا۔

نہیں۔

وہ ہنستے ہوئے بولا، اس کی آنکھوں میں شیطانیت کوند رہی تھی۔

قسطاس ہی نہیں اس کی بیوی بھی دینا ہو گی۔

www.ahnafmedia.com

مجھے منظور ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا۔

اس نے قہقہہ مارتے ہوئے ساری گفتگو پر پانی پھیرتے ہوئے کہا۔

قسطاس اور اس کی بیوی کے ساتھ اس کی بیٹی بھی لوں گا۔

اوہ.... بیٹی۔

ہاں.... اس کی بیٹی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک لمحے کو سوچا اور پھر کہا: چلو دی۔

لیکن اس بار بھی امیہ بن خلف کا ہولناک قہقہہ بلند ہوا۔

میں خدا کی قسم، قسطاس، اس کی بیوی، اس کی بیٹی کے ساتھ دو سو دینار بھی لوں گا۔ بولو.... بولو بلال رضی اللہ عنہ خریدتے ہو۔

شرم کر شرم۔ بار بار زبان بدلنے کی شرارت سے بیزار آکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

لات و عزیٰ کی قسم، امیہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ آخری قیمت پھر بات طے شدہ سمجھو۔

چل او کافر مجھے یہ بھی منظور ہے۔ مسلمان بھائی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی غمخواری سے سرشار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سینہ تان کر کہا۔

سودا ختم ایک عظیم آزمائش میں دونوں مومن کھرے اترے تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جان اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال پر سے طوفانی آزمائش پوری طرح سے گزری اور دونوں فاتحانہ نکلے، فقط اس لیے کہ اللہ دونوں کو ان کے مال و جان سے پیارا تھا۔

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 28

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم، لیہ

میں نے واقعی سچ کہا تھا کہ اماں جان اور نانی اماں جان نے شہزادی عائشہ کو واقعی خجند بلا لیا تھا اور میری شادی کے درپے تھیں شہزادی عائشہ کے ساتھ سمرقند سے بڑے بڑے امراء اور معززین شہر بھی ہماری شادی میں شرکت کی غرض سے خجند تشریف لائے تھے یہ شادی خجند کی اس بڑی شاہراہ پر منعقد ہونا قرار پائی تھی جو سمرقند کو اور خجند کو آپس میں ملاتی تھی۔ شاہراہ کے دو جانب نہایت قیمتی اور شاندار خیمے نصب کیے گئے تھے اور ان میں مہمانوں کے لیے ان کی ضرورت کا ہر سامان مہیا کیا گیا تھا۔

قاسم بیگ کو جیسے پر لگ گئے تھے وہ اس شادی کے اہتمام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا علی دوست اور اس کے بیٹے نے بھی دوستی کا حق ادا کرنے کے لیے شادی کے انتظامات میں قاسم بیگ کا ہاتھ بٹانے کی بھرپور کوشش کی تاکہ میرے دل میں اس کے لیے میل آچکا تھا وہ اسے دھو ڈالے قاسم بیگ سے علی دوست اور اس کے بیٹے کہ یہ خوشامدانہ روش دیکھی نہ گئی اس نے علی دوست کو برملا کہہ دیا کہ "تم دونوں باپ بیٹے شاید کشاں کشاں اپنی مقتل گاہ میں آ پہنچے ہو خجندی تم دونوں کے خون کے پیاسے ہیں کیونکہ تم لوگوں نے ان کے ساتھ کھلی غداری کی تھی وہ اس جرم کی پاداش میں تم دونوں کو عدم کی طرف دھکیل سکتے ہیں میرا آپ لوگوں کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ کو خجند سے فوراً ہی اپنی کمین گاہ کی طرف لوٹ جانا چاہیے پھر نہ کہنا کہ "ہمیں خبر نہ ہوئی۔"

www.ahnafmedia.com

قاسم بیگ کی باتیں سن کر وہ دونوں سٹپٹا گئے ان کے چہروں سے ہوائیاں اڑنے لگی تھیں مگر انہوں نے اپنی اس ناگفتہ بہ حالت پر قابو پاتے ہوئے اور موقع محل کی مناسبت سے قاسم بیگ سے بلا جھجک کہہ ڈالا کہ "ہم سلطان معظم کی شادی میں شرکت کیے بغیر یہاں سے جانے والے نہیں ہیں۔"

بہر حال بابر اور عائشہ کی شادی نہایت سادگی سے انجام پذیر ہوگئی۔ وہ دونوں بالآخر شادی کے بندھن میں باندھ دیے گئے۔ اگرچہ بابر شہزادی عائشہ کو اپنی چار سال کی عمر سے چاہتا تھا مگر ہائے رے شرمیلا پن اس سے شب زفاف میں عائشہ کا گھونگٹ تک اٹھایا نہ گیا اسے بابر کا شرمیلا پن کہیے یا تجاہل عارفانہ کا نام دیجیے پھر دونوں میں نہ تو کوئی بات چیت ہوئی گویا شب زفاف شب فرقت میں ڈھل گئی۔

توزک بابری میں بابر خود رقم طراز ہے کہ "شہزادی عائشہ سے جو کہ میرے مرحوم چچا سلطان احمد مرزا کی بیٹی تھی میری کم عمری ہی میں منگنی ہو چکی تھی یہ شعبان کا مہینہ تھا جب میرے اس سے شادی ہوگئی۔ شروع شروع میں تو مجھے اس سے بے حد محبت تھی مگر بعد ازاں یہ محبت کم ہوگئی شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے اردو بازار کے ایک خوبصورت لڑکے "بابری" نامی سے عشق ہوگیا تھا یہ عشق کچھ عجیب طرح کا تھا یعنی جونہی بابری میرے سامنے آتا میں شرم کے مارے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا ایک دن اچانک میں اپنے خدام کے ساتھ ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ بابری اور میری مڈبھیڑ ہوگئی (یعنی ہم آمنے سامنے آگئے) لیکن اس وقت میری عجیب حالت تھی میں بری طرح جھینپا ہوا تھا اور پھر بڑی گھبراہٹ کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ بابری کے عشق نے میرے دل و دماغ کو اپنے چنگل میں لے رکھا تھا میں اکثر اوقات کبھی

www.ahnafmedia.com

ننگے اور کبھی ننگے سر باغوں میں بلا مقصد گھوما پھرا کرتا تھا اور پھر کبھی پہاڑوں کی طرف نکل جاتا تھا۔"

ادھر شہزادی عائشہ بھی بابر سے بے حد مغائرت برتنے لگی تھی اس بارے کہیں بھی ذکر نہیں ملتا کہ شہزادی عائشہ کے ساتھ بابر کا محبت کا سلسلہ یک طرفہ تھا یا عائشہ کے دل میں بھی بابر سے متعلق محبت کی کوئی رمق موجود تھی۔ بہر حال بابر کا شرمیلا پن یا عائشہ کی بے اعتنائی تھی کہ ان دونوں میں کبھی بن نہ آئی بابر نے شہزادی عائشہ کی بے اعتنائی اور مغائرت کے سبب اس سے دوری اختیار کر لی وہ کئی کئی روز تک عائشہ کے پاس تک نہیں بھٹکتا تھا۔ حالانکہ بابر کی ماں اسے بہت ڈانٹتی تھی کہ وہ عائشہ سے اس طرح مغائرت نہ برتے۔ مگر ڈھاک کے وہی تین پات یعنی زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد۔

دریں اثنا بابر اور عائشہ کے درمیان بابری آن ٹپکا یہ بات ابھی تک صیغہ راز میں ہے کہ بابری کسی کا بھیجا ہوا تھا یا خود بخود خجند میں آٹپکا تھا یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کس قبیلے اور کس شہر سے تعلق رکھتا تھا اس بات کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ بابر کے فوجیوں کی اکثریت لونڈے بازی کے مہلک مرض میں مبتلا تھی مگر آج تک بابر سے متعلق اس قسم کی کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔

اب جب کہ بابر نے بابری کو دیکھا تو وہ اس پر سو جان سے مر مٹا وہ اپنے تئیں یہی سمجھتا تھا کہ بابری جیسا حسین لونڈا اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس کے پر کشش خدوخال نے بابر کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا بابری کو دیکھتے ہی بابر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا بابری کے سامنے آتے ہی بابر خود کو سلطان نہیں بلکہ ایک عام انسان سمجھنے لگتا تھا لوگوں نے بابر کے دل و دماغ میں غیر معمولی تغیر دیکھ کر خوب باتیں بنانا شروع کر دیں لوگوں کا کیا ہے وہ تو باتوں کے بتنگڑ بنانے کے ماہر

www.ahnafmedia.com

ہوتے ہیں انہوں نے خوب مرچ مسالہ لگا کر بابر کی داستان عشق کو قریہ قریہ مشتہر کر دیا بابر کے خیر خواہ حیرت زدہ تھے کہ ان کے سلطان کو کیا ہو گیا ہے؟

اسی اثنا میں جب بابر ایک لونڈے کے عشق میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا اسے سمرقند سے ایک روح فرسا خبر موصول ہوئی وہ خبر کچھ یوں تھی کہ

"بابر کو اس کے خیر خواہوں نے بتایا کہ اگرچہ دغا باز سلطان علی مرزا نے سمرقند پر قبضہ کر لیا تھا مگر وہ وہاں ابھی تک اپنے قدم نہیں جما پایا تھا۔ سمرقندی اس سے نفرت کرتے تھے اس بات کی بھنک ازبکستان کے حکمران شیبانی خان کے کانوں میں پڑ گئی تھی۔ وہ عرصہ دراز سے سمرقند پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اب جبکہ اسے سلطان احمد مرزا کی دگرگوں حالت کی خبر ہوئی تو وہ کوئی دقیقہ فروگزاشت کیے بغیر سمرقند پر چڑھ دوڑا ہے اور پھر اس نے وہاں پہنچ کر سمرقند کا محاصرہ کر لیا ہے۔"

سلطان احمد مرزا کی ماں کو شیبانی خان کے محاصرے کے بعد سمرقندیوں کو پیش آنے والی صورت حال کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا اسے اپنے بیٹے کی نااہلیوں کی خوب خبر تھی اس نے شیبانی خان کے ساتھ صلح کرنے کے لیے نامہ و پیام شروع کر دیا اس سلسلہ جنبانی کے بعد یہ طے پایا کہ

"سلطان احمد مزرا کی ماں سمرقند کے دروازے شیبانی خان پر کھول دے گی اس کے بدلے میں شیبانی خان؛ سلطان احمد مرزا کی ماں سے عقد کر کے سمرقند کی حکمرانی سلطان احمد مرزا کو بخش دے گا۔"

شیبانی خان اگرچہ غضب کا وعدہ خلاف شخص تھا مگر سلطان احمد مرزا کی ماں نے اس کے وعدے کا اعتبار کرتے ہوئے سمرقند کے دروازے اس پر کھول دیے شیبانی خان نے سمرقند میں داخلے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے

www.ahnafmedia.com

سلطان احمد مرزا کو فوراً تہ تیغ کیا اور اس کی ماں سے عقد کرنے کی بجائے اسے اپنی داشتہ بنالیا۔

جب یہ اطلاعات بابر تک پہنچیں تو اس کا تیموری خون کھول اٹھا اور اس نے سمرقند کی طرف مراجعت کی تیاریاں شروع کر دیں اس نے قاسم بیگ کو سپاہیوں کی فراہمی پر مامور کر دیا اور اسے فرمان سلطانی جاری کیا کہ وہ اپنے سو سپاہیوں کو ہمراہ کر کے ارد گرد بسنے والے قبائلیوں کو فوج میں بھرتی ہونی کی ترغیب دے بنابرایں قاسم بیگ نے اپنا فریضہ بخوبی نبھایا اور اس نے ہزاروں آدمیوں کو فوج میں شامل ہونے پر راضی کرلیا چند ہی روز میں وہ ہزاروں آدمیوں اور ہزاروں من غلے اور ہزاروں مویشیوں کے ہمراہ خجند کے باہر خیمہ زن ہو گیا بابر کو قاسم بیگ کی کارکردگی پر بے حد خوشی ہوئی۔

علی دوست اور اس کا بیٹا اب پس منظر میں چلے گئے کیونکہ ان کی قاسم بیگ کے سامنے ایک نہیں چل سکتی تھی ان پر بابر کا التفات اب برائے نام سارہ گیا تھا یہی وہ وقت تھا جب کہ بابر کا ایک معتمد خاص اور اس کے فن سپاہ گری کا استاد مغلستان سے بار دگر لوٹ آیا تھا۔

جاری ہے

www.ahnafmedia.com

ہمارا کچن

فائزہ مختار، مردان

اشیاء	اوزان
روکھا قیمہ	1 کلو گرام
کٹی ہوئی سرخ مرچ	حسب ذائقہ
لہسن پیسٹ	2 ٹی اسپون
ادرک پیسٹ	2 ٹی اسپون
پسا ہوا گرم مسالہ	2 ٹی اسپون
ہرا دھنیا باریک کٹا ہوا	6 ٹی اسپون
بیسن	125 گرام
نمک	حسب ذائقہ

بنانے کا طریقہ:

تمام اشیا کو اچھی طرح قیمے میں ملا لیں اور 30 منٹ کے لئے چھوڑ دیں، اس کے بعد کچوری اسٹائل میں چھوٹے چھوٹے کباب بنائیے اور ہلکی آنچ پر انہیں فرائی کیجئے جب سرخ ہو جائیں تو درج ذیل چٹنی کے ساتھ نوش فرمائیے، دعویٰ ہے کہ یہ کچوری نما کباب مزہ ضرور دیں گے۔

چٹنی کی ترکیب:

ہری مرچ، پودینہ، سفید زیرہ، اور املی کے پانی میں چٹنی تیار کیجئے اور قیمے کے مزے لے لے کر تناول کریں۔

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 28

نماز اہل السنت والجماعت.....وتر کا بیان

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

وتر واجب ہیں :

1: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَا تِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا۔

(صحیح البخاری ج 1ص136 باب لیجعل آخر صلوٰتہ وترا)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں ''اِجْعَلُوْا'' کا لفظ امر ہے اور اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے ''اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ مَالَمْ تَکُنْ قَرِیْنَۃٌ خِلَافَہٗ۔''

(قواعد الفقہ لمحمد عمیم الاحسان ص62 ،الاحکام للآمدی ج 2ص165)

کہ شریعت میں جب کسی چیز کا امر کیا جائے تو وہ چیز واجب ہوتی ہے جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ قائم ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے۔

2: عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعاً قَالَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ اَوْ وَاجِبٌ۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی جز 1 ص314 رقم الحدیث594)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ وتر حق یا واجب ہے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

www.ahnafmedia.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 208 باب فیمن لم یوتر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”وتر حق ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمائی)

4: عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ اِنِّیْ نِمْتُ وَنَسِیْتُ الْوِتْرَ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِذَا اسْتَیْقَظْتَ وَذَکَرْتَ فَصَلِّ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج 4 ص 485 رقم الحدیث 6869)

ترجمہ: حضرت ابو مریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں سو جاتا ہوں اور وتر پڑھنا بھول جاتا ہوں حتی کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے (تو کیا کروں؟) تو آپ نے فرمایا جب تو بیدار ہو اور تجھے (وتر) یاد آجائیں تو انہیں پڑھ لیا کر۔

وتر تین رکعت ہیں:

1: عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَافِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُّصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَطُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِھِنَّ وَ طُوْلِھِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 154۔269۔504)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان مبارک میں کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَءُ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ

(شرح معانی الآثار ج1 ص200 باب الوتر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ پڑھتے، دوسری رکعت میں سورۃ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے تھے۔“

3: عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ كَانَ يَقْرَءُ فِى الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَاللهُ اَحَد وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

(سنن النسائی ج1 ص248)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھتے دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکٰفرون اور تیسری رکعت میں

www.ahnafmedia.com

قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

اسی مضمون کی احادیث:

4: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

(سنن النسائی ج1 ص249)

5: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

(شرح معانی الآثار ج1 ص204 باب الوتر)

6: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(مجمع الزوائد ج2 ص505 باب مایقرء فی الوتر، رقم الحدیث 3466)

7: حضرت عبد الرحمن بن سبرۃ رضی اللہ عنہ

(مجمع الزوائد ج2 ص505 باب مایقرء فی الوتر، رقم الحدیث 3469)

8: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ)

(مجمع الزوائد ج2 ص501 باب عدد الوتر، رقم الحدیث 3452)

9: حضرت عبد الرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ

(شرح معانی الآثار ج1 ص205 باب الوتر)

سے بھی مروی ہیں جن میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

10: عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ کَانَ یُوْتِرُبِثَلَاثٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَقُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج4 ص512 ،فی الوتر و ما یقرء فیہ، رقم الحدیث6950)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تین رکعت وتر پڑھتے تھے (اور ان میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَد کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

www.ahnafmedia.com

11: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِتْرُ اللَّیْلِ کَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ۔

(سنن الدار قطنی ص285 الوتر ثلاث کثلاث المغرب، حدیث نمبر1637)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے وتر دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح ہیں۔

12: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ فَاَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّیْلِ۔

(مصنف عبد الرزاق ج2 ص401 باب آخر صلوۃ اللیل، رقم الحدیث4688)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کی نماز (گویا) دن کے وتر ہیں تو رات کے وتر بھی پڑھا کرو۔

13: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ کَثَلَاثِ الْمَغْرِبِ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ج5 ص232 رقم الحدیث7170)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وتر کی تین رکعتیں ہیں جس طرح مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔“

14: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وِتْرُ اللَّیْلِ کَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا۔

(مجمع الزوائد للھیثمی ج 2 ص503 باب عدد الوتر، رقم الحدیث 3455)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رات کے وتر دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح تین رکعات ہیں۔“

www.ahnafmedia.com

تین رکعات وتر ایک سلام سے :

1: عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ ۔

(سنن النسائی ج1 ص248 باب کیف الوتر بثلاث)

ترجمہ: حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ تین رکعت پڑھ کر ہی سلام پھیرتے تھے)

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُسَلِّمُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْوِتْرِ ۔

(المستدرک للحاکم ج1 ص607 کتاب الوتر، رقم الحدیث 1180)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَرْسَلْتُ اُمِّیْ لَیْلَةً لِتَبِیْتَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْظُرَ کَیْفَ یُوْتِرُ فَبَاتَتْ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یُّصَلِّیَ حَتّٰی اِذَا کَانَ اٰخِرُ اللَّیْلِ وَاَرَادَ الْوِتْرَ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی وَقَرَاَ فِی الثَّانِیَةِ قُلْ یَآ اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ثُمَّ قَعَدَ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ یَفْصِلْ بَیْنَهُمَا بِالسَّلَامِ ثُمَّ قَرَاَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ کَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ فَدَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدْعُوَهُ ثُمَّ کَبَّرَ وَرَکَعَ ۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر ص934 رقم 742)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رات رہیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طرح پڑھتے ہیں؟ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات رہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، نماز پڑھی۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو پہلی رکعت میں سبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی پھر قعدہ کیا۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر دعائے قنوت پڑھی اور جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا دعائیں کیں پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔

وتر کی دوسری رکعت میں تشہد:

وتر رات کی نماز ہے، عام نمازوں کی طرح اس میں بھی دو رکعت پر تشہد کیا جاتا ہے۔ دو رکعت کے بعد تشہد کرنا درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

1: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةُ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 194 باب ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتح بہ ویختم بہ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت میں التحیات (یعنی تشہد) ہے۔

2: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا لَا نَدْرِيْ مَا نَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ اَنْ نُّسَبِّحَ وَ نُكَبِّرَ وَ نَحْمَدَ رَبَّنَا وَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

www.ahnafmedia.com

وَسَلَّمَ عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهٗ فَقَالَ اِذَا قَعَدْتُّمْ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ....

(سنن النسائی ج1 ص174 کیف التشھد الاول)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھیں تو کیا کریں؟ بجز اس کے کہ تسبیح کہیں، تکبیر کہیں، اپنے پروردگار کی تعریف کریں اور یہ کہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا بھلائی کی باتیں سکھلائی گئی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم دو رکعت پڑھ کر بیٹھو تو یوں کہو التحیات للہ (آخر تشہد تک)

3: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهَّدٌ فِيْ رَكْعَتَيْنِ۔

(جامع الترمذی ج1 ص87 باب ماجاء فی التشخع فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے۔''

فائدہ: گزشتہ صفحات میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین گزر چکے ہیں جن میں وتر کو نماز مغرب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نماز مغرب میں دو رکعت کے بعد تشہد ہوتا ہے لہذا صلوۃ وتر میں بھی دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھا جائے گا۔

دعائے قنوت:

کتب احادیث میں دعائے قنوت کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ ان سب کا ماحصل اور قدر مشترک یہ الفاظ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ

www.ahnafmedia.com

وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(سنن الطحاوی ج1 ص177 باب القنوت فی الصلوٰۃ الفجر وغیرھا)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری بہترین ثناء بیان کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری نافرمانی کرے ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ تیری طرف ہی دوڑتے ہیں ہم تیری بندگی کے لئے حاضر ہوتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنا:

1: حضرت عاصم بن سلیمان الاحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْبَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلَاناً اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اِنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا۔

(صحیح البخاری ج 1ص136 باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ)

ترجمہ: میں نے صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت

www.ahnafmedia.com

کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قنوت ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ فرمایا رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے بتایا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد ہے۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے۔رکوع کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔''

2: عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَکْعَاتٍ ... وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

(سنن النسائی ج1 ص248 اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب الخ)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ۔

(سنن الدار قطنی ص287، مایقرء فی رکعات الوتر والقنوت فیہ، رقم الحدیث 1647)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر میں رکوع کرنے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔''

4: عَنِ الْاَسْوَدِ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَنَتَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ...وَفِیْ رِوَایَۃٍ... بَعْدَ الْقِرَاۃِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

(قیام اللیل للمروزی ص228)

ترجمہ: حضرت اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں :'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

www.ahnafmedia.com

عنہ وتر میں رکوع کرنے سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ قراۃ کے بعد رکوع کرنے سے پہلے قنوت پڑھتے۔"

دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا:

1: قَالَ [اَبُوْ عُثْمَانَ]: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوْتِ

(جزء رفع الیدین للبخاری ص146 رقم الحدیث 162)

ترجمہ: حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔"

2: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ فِيْ اٰخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ۔

(جزء رفع الیدین للبخاری ص146 رقم الحدیث 163)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے پھر رکوع میں جانے سے پہلے اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

3: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے: كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ قُنُوْتِهٖ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

(قیام اللیل للمروزی ص 230 باب رفع الایدی عند القنوت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینہ میں دعاء قنوت کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

جاری ہے

www.ahnafmedia.com

پھر اللہ کہاں ہے؟

نائلہ کنول، کشمور

سید نا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن مدینہ کے قریب اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں تھے اور بیٹھے کھانا کھا رہے تھے وہاں سے ایک چرواہے کا گزر ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے کھانے کی دعوت دی۔ اس نے کہا میں نے روزہ رکھا ہوا ہے سید نا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حیران ہو کر کہا کہ اتنے شدت کی گرمی ہے اور تو نے روزہ رکھا ہوا ہے اور تم بکریاں بھی چرا رہے ہو؟ پھر سید نا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کی دیانتداری اور تقویٰ کا امتحان لینا چاہا اور کہا: کیا تم ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں بیچ سکتے ہو؟ ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور کچھ گوشت بھی دیں گے جس سے تم اپنا روزہ بھی افطار کر سکتے ہو، چرواہا بولا:

"یہ میری بکریاں نہیں ہیں یہ میرے مالک کی بکریاں ہیں۔"

سید نا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اپنے مالک سے کہنا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا۔ چرواہا غصے میں اپنی انگلی آسمان کی طرف کر کے یہ کہتے ہوئے چل دیا: "پھر اللہ کہاں ہے۔؟" ابن عمر رضی اللہ عنہما بار بار چرواہے کی بات کو دھراتے جا رہے تھے کہ اللہ کہاں ہے اللہ کہاں ہے اور روتے جا رہے تھے اور جب سید نا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ پہنچے چرواہے کے مالک کو ملے اُس سے بکریاں اور چرواہا خریدا اور اُسے آزاد کر دیا اور بکریاں بھی اُسے دے دیں اور اُسے کہا کہ تمہارے ایک جملے نے تجھے آزاد کروا دیا (اللہ کہاں ہے) اللہ سے دعا ہے کہ تجھے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بھی آزاد کرے۔

www.ahnafmedia.com

میاں جی کی غلطی

بریرہ ناز، خوشاب

کسی شہر میں ایک پانی بھرنے والا ماشکی رہتا تھا جو ایک سنار کے گھر پانی بھرا کرتا تھا۔ اسے پانی بھرتے ہوئے تیس سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ اس سنار کی بیوی خوبصورت تھی اور جس قدر خوبصورت تھی اسی قدر نیک اور پارسا بھی تھی ایک روز وہ ماشکی پانی بھرنے کو آیا تا اس نے سنار کی بیوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔ ان نے بمشکل ہاتھ چھڑایا اور اندر جا کر دروازہ بند کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد سنار گھر آیا تو اس کی بیوی نے اس سے پوچھا کہ آج دکان پر کون سا کام خدا کی مرضی کے خلاف کیا ہے۔

سنار بولا کہ آج ایک عورت کے ہاتھ میں کنگن پہناتے ہوئے مجھے اس کا بازو بہت خوبصورت نظر آیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ بس یہی لغزش مجھ سے واقع ہوئی ہے۔ بیوی بولی۔ تو اب معلوم ہوا کہ تمہارے ماشکی نے آج میرا ہاتھ کیوں پکڑ کر کھینچا تھا۔

سنار نے سارا واقعہ سنا تو کہنے لگا کہ میں اپنی غلطی سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا مجھے معاف فرمائے۔

دوسرے روز ماشکی گھر آیا اور کہنے لگا کہ کل والی غلطی سے میں توبہ کرتا ہوں۔ خدا مجھے معاف کرے۔ سنار کی بیوی نے کہا ماشکی جی جاؤ اس میں تمہارا کوئی قصور نہ تھا یہ تو میرے میاں ہی کا قصور تھا۔

دوسروں کی عزتوں کی طرف سے گندی اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے والے اس واقعہ پر غور کر لیں۔

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّت والجماعت

ایک ادارہ، ایک تحریک

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورۂ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وسالکین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلۂ حق (سہ ماہی)۔ فقیہ (ماہنامہ)۔ بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری ونظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عُشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

میزان بینک سرگودھا

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

بنام محمد الیاس

خط وکتابت: مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487